

٦٨

٣١

٣١٨٦

٩٤٢٤

١٥/٤٥

حُكْمَةٌ

حُكْمَةٌ

لَا تَعْلَمُ الْحِكْمَةَ غَيْرَ أَهْلَهَا فَظْلُهُو هَا لَا تَعْنُوا عَنْ أَهْلَهَا فَظْلُهُو هَا  
 اتَّسْبِهِ حِكْمَتْ نَاهِيَ كَمَانْ نَاهِيَشْ كَرْدِ كَرْدِ عِلْمَ اور حِكْمَتْ بِرْ ظَلْمِ هے۔ اور اہل سیکھیا درنے اپر ظُلمِ ہو مگا۔

# اکیڈمی آف

حُكْمَةٌ اول

(ہندی اور اسلامی تصورات پر تبیط نظر۔)

مُصْنِفہ و مُوْلِفہ

بابا گلاب چندر آنمند المعرفت بہ شاہ آندھیاری

مالک د مدیر د آداکزہ فلق د

سری جے نارائن سٹ سنگ سٹھی

سی ۲۷ سین پورہ چیت کنج تبریزی

پاس خاطر عزیز از جان طالب بیان میان عبد الرحمن الفشاری ملازم فوج سرکاری

بغرض استفاده رہروانی جادو طریقت و طالبیان حقیقت اجازت طبع فرازور شد

مُطْبَعٌ عَيْدَ الْكَوَافِرِ بِيَقِنَّتِي بِيَارِزِ

جولم ۱۰

۹۴۲۴

حق

بعض پید مرشد

بھی گر سدا سہا یا ॥



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### ا۔ پید مرشد کی عظمت

وہیں کوئی ایسا کام نہیں ہے جس کے سکھلانے کیلئے اوتاد کی ضرورت نہ ہو کسی فن کو سیکھو اوتاد یا کو روپے کرنایا پڑے گا۔ بچر کیا وجہ ہے کہ روحاں کی تعلیم کیلئے ہمکو ایک معلم یا اوتاد کی ضرورت فکھوں نہ ہو۔ کتابوں سے کام نہیں ہے۔

سے کام نہیں جمل سکتا  
بعض لوگ اکثر کہا کرے  
ان سے کوئی بحث نہیں  
تو انہیں اس چیز کو مانے  
کہ میرید گیا ہے یا آنکہ حنفی  
تو حنفیوں خود اس کام کو  
پیرا و ریسیہ و ولذی ہی

ہندوستانی اکڈے می، پustakalay
ہلہاباد
वارج سانچا.....
پustak سانچا.....
کرم سانچا..... ۱۰۰/-

سلسلہ روحاں کا سیخ ہے ہوئے پاوے اپنے پیری کا سلسلہ قائم فرمایا۔ اور درصیحت با وجود یہ کلام شرفیں میں جمداد امورات روحاں کے درج ہیں مگر شاید یہی کسی مفسر یا مترجم نے اونکدھوں پایا جو یادنامہ پر ظاہر کیا ہو۔ اگر کسی نے کچھ کھولا لھی ہے تو وہ پیر قیری سی رہا ہے۔ ایک معمولی مثال لے لیجئے۔ کلام شرفی کے سورہ اول۔ الْفَلَام۔ صیم کی تفسیر موجود ہے مگر یہ کوئی کھلی نہ پایا کہ آخراں سورہ کوئین حروف الف لام۔ صیم سے کیوں منسوب کیا اور روحاں کا کیا رمز۔ ان تینوں حروف کے اندر چھپا ہوا ہے۔ سورہ یعنی

کو لوگ دُنیاوی تکالیف سے رہا ہونے کے لئے عموماً پڑھا کرتے ہیں۔ مگر عزیجوں کو نہیں معلوم کہ

قرص خور شید در سیاہی سُند

پوشن اندر دہان ماهی سُند

کا کس رو حانی شغل سے تعلق ہے اور کس شغل کے ذریعہ سے آپ دہان ماهی سے باہر آئے۔ شغل ماهی یا  
مینیوت دھیان **اہم ترین فوائد** کے شاغل فقراء ایں ماہیت سے واقف ہوتے ہیں۔ علی بَدْالْعِیَاس۔

”طفوٹات خواجہ گانِ چشت،“ میں درج ہے کہ حضرت رسالت نباد صلواتُ اللہ علیہ وسلم نے بعد از  
والبی حالت میرا ج صحیح کو مخفی اصحاب میں بمحض فرمانِ الٰہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خرقہ پیری عطا فرما کر  
علم معرفت کی تعلیم فرمائی۔ حضرت نبی شریعت اصحاب کو مرید فرمایا اور چار اصحاب کو اپنا خلیفہ کیا۔ یہ چار اصحاب  
چاروں پر کہلاتے ہیں۔ اول حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ۔ دوسرے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ  
تبیہرے خواجہ کمل بن زیاد قدس سرہ۔ چوتھے حضرت خواجہ حسن بصری المعروف بہ امیر المؤمنین۔

جن حضرات کو امت تحدی ہونے کا دعویٰ ہے اور نکوتیکم کرنا پڑے یا کہ یہ سلسلہ اشاعت  
روحانیت کا قائم کردہ حضور پیر نور کا ہے۔ اس لئے اس کا یا بند ہونا ہم سر لازمی ہے۔ ثابت یہی کوئی مسلم  
ہو گا جو حضرت پیران پرستیگیر کا قابل نہ ہو۔ پھر دیکھئے پیری کی عظمت سے منکر ہو سکتا ہے۔ لقول یا یہ

پیر را لگز میں سکبے پیر۔ این سفر  
میت این پُر آفت و خوف و خطر  
دا میں آن نفس کش کش راست خت گیر  
ما پیخ نہ کشد۔ نفس را جزء ظلیل پیر

دستِ او۔ جزء۔ قدرتِ اللہ نیست

جانشک ایسی واقعیت ہے کوئی بھی مذہب ایسا ہو کا ک جسیں پیری کا سلسلہ کسی نہ کسی صورت  
میں موجود نہ ہو۔ عیسائی مذہب میں کمیتوں کا (Catholic) لوگ تو پر کی وہی عوت و تعظیم کرتے  
ہیں جو اہل ہنود یا پیر پرست مسلمانوں میں رائج ہے۔ ہال (Protestantism) لوگ اپنے  
پادری کی وہ تعظیم و نکریم نہیں کرتے جو کمیتوں کا لوگ کرتے ہیں۔ مگر یہ بھی بہ پسیہ پادری ہی دیتا ہے۔ وہ  
قابل عزت تصور کیا جاتا ہے۔ اہل ہنود سناتی میں تو پیر کی عظمت کے متعلق گوسائیں تلسی داسی جی  
نے لکھے لکھتے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ:-

بن گور و بھو ندھ ترے نہ کوئی  
جو بر پختنکر سام ہوئی

یعنی بد دن پیر کے دنیا کے بھر ما پیدا کنار سے کوئی پار نہیں جا سکتا چاہے وہ برمجا (خاق) اور شنکر (فضا و در) کے مانند کیوں نہ ہو۔ اور اُز کا معراج خیال تو اس حد تک چینج لیے کہ گور و ہی برمجا (خاق) گور و ہی دشمنوں پر و گار) اور گور و ہی پار برمجا ( قادر مطلق ) ہیں۔ ایک فوی فرماتے ہیں کہ —  
لیں لہ الشیخ فشیخه الیتیطان۔ یعنی جسکا شیخ نہیں اوسکا شیخ شیطان ہے۔ دوسرا صوفی

کہتا ہے کہ —

اللہ اور رسول کا۔ اول پر کرم نہیں  
حاصل۔ درا رم کو۔ وہ سر کی قسم نہیں  
اک نکتہ جعرفت کا ہے۔ کوئی بھر نہیں  
دُور اُس سے۔ بارگاہ خدا۔ اک قدم نہیں  
مرشد کے روٹھنے سے۔ گور ایک دم نہیں  
بڑھ کر کر نہیں ہے۔ تو کچھ اُس سے کم نہیں

سر جس مرید کا در مرشد پہنچ نہیں  
جو اعلیٰ مرتبہ۔ وہ مرشد کو ہے نصیب  
ذات خدا میں پیر خدا۔ ذات پیر میں  
جیکی رسائی۔ باز تکہ پیر تک۔ — فتویٰ  
الله روح تھا جائیں۔ تو۔ شاید ملے نیا  
مرشد کی ذات۔ ذات۔ مخلائے کیم سے

آئند عزیز پرستی میں۔ کٹ گئی۔!

پیا بھکو۔ اس سے۔ ہیں بھی کہ دیر و حرم ہیں!

(تبلیغات آند)

استعار نمبر ۱۱ و ۱۲، مقامی میں جن کے انکشاف کی پہاں ضرورت نہیں۔ وہ علم سینے سے  
تلقی رکھتے ہیں۔ ہاں شعر نمبر ۶ کے متعلق اکثر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ کجا خلاۓ بر تاریخ اور بکار مرشد یہ غریب  
جسم پرست ہیں۔ انھیں ذات کی کیا خبراً یہ پیر مرشد کے جسم کو دیکھتے ہیں نوسر محمدی، وہ کے یہ  
بنیا نہیں۔ جانت پا نہ کے جھگڑوں میں یہ بھیں کرو قات۔ نہ کو مول دُور تھبک رہے ہیں۔ باوجود یہ  
اسی خاتم کے رمز کو شعر نمبر ۳ میں صاف صاف کھول دیا گیا ہے۔ سورج سے کہیں اوسکی کرن علیحدہ

ہے یا نہیں۔ سچے سوچ جا؟  
ہمارا تقدیر۔ سمجھ کہ جو نسبت کہ خدا اور رسول کے درمیان ہے وہی خدا اور پیر کی ذات میں ہے  
اور یہ حرف ہی را پی خیال نہیں ہے بلکہ بزرگانِ سماں نے بھی بھی فرمایا ہے کہ

چونکہ کردی ذاتِ مرشدِ راقبوں  
هم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

پھر فرمایا ہے کہ

دو مدان و دو مبین و دو مخوان  
خواجه را در خواجہ خود حجرا دان

حضرت ابو نصر سراج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”پیر تیر آئینہ ہے۔ اونسے تو او سیقدار  
دیکھ سکتا ہے جیقدار کہ تیرے ارادت کا نور ہے“

حضرت ابو علی الدقائق رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں کتاب ”الزار الازکیا“ میں آیا ہے کہ حضرت  
نے فرمایا ہے کہ ”دیکھو بغیر اوستاد اور پیر کے سلوک اور طریقت حق تعالیٰ کے ساتھ نہایت کو نہیں  
بین سمجھی اور جس نے کہ استبدائے حال میں کسی اوستاد یا پیر کی پیروی نہیں کی محو دم رہا جب تک کہ  
کسی شیعہ کا مقتدی و پیرو نہیں ہوا۔ پس فزوری ہے کہ ایکسترا ہبہ کو دھونڈھتے ہیں کہ یہ آسانی  
او سکو طریقت اور نجا ہوئے میں دستہ ترس ہوئے“

”سُجْدَةٌ كَلْمَةُ الْحَمْدِ، الْمَحْرُوفَ بِهِ حَقِيقَةُ الْإِسْلَامِ هَذِنَّفِهِ جَنَابُ شَاهِ إِبْرَاهِيمَ صَاحِبِ  
قَادِرِيٍّ - قَادِرِيٍّ نَقْشِبَنْدِيٍّ وَغَيْرُهُ مُلْقَبٌ بِجَهَشِمَتِ شَاهِ سَطِيعِ شَمْسِيٍّ گُوهَہِ  
پُئِنَہِ - ۱۳۴۷ھ - صفحہ ۱۵۱ - میں درج ہے:-“

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی ہے تراثی آیا ہے ہے ثبوت درج ہیں۔

”دُوْنَ اللَّهِ أَشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ - أَنْفَسُهُمْ وَأَنْوَأُهُمْ بَيْنَ أَهْمَ الْجَنَدِ“ یا  
”اللَّهُمَّ امْنُوا لَوْلَا اللَّهُ لَوْلَا لَهُ نَصْوَحَا“ سیارہ ۲۸۵ سورہ حم کیم

”بیعتِ رضوان تحقیقِ السجدة“ سیارہ ۷۶ سورہ فتح

”اَنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ اِلَيْهَا يَبَايِعُونَ اللَّهَ يَدِ اللَّهِ فَوْقَ اِدِیْلِيْهِمْ“ سیارہ ۲۶ سورہ فتح

”بیعتِ زنان“ ”اَنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ“ سیارہ ۲۸ سورہ کو والہ مفت

## ۲۔ پیر کامل کی مشاہدہ

پیر کامل کا جاننا آسان نہیں ہے۔ خانہ دار بیچارہ کیسے جان سکتا ہے کہ کوئی کیسا ہے اسٹلے کر مالک نے عجیب عجیب رنگ بربنگ کے فقر اینبا کے ہیں جن سے اپنے نظام کا سامنہ لیا کرتا ہے۔ بُریگو کیجھ تو معلوم ہو کا کہ خانہ دار سے بھی بُرھکر لواز مات زندگی میں ملوٹت ہے۔ کوئی ایسا خوش خور اور خوش وضع اور تراش خراش والستے کہ حاشا بھی گماں غالبا نہ ہو سکتا کہ وہ درست فقر سے مالا مال ہے۔ کوئی ایسا گندہ بندہ بنا ہوا ہے کہ جسکے نزد کیب جانا بھی مرعوب خاطر نہیں ہو سکتا کوئی جنزوں ہے اور بھر اور ہدر پھر تا نظر آئیگا کہ جس کی لاد بالی یا توں گرفت کر سی اعتقاد اور صرف بچھے نہ ہو سکتا۔ غرضیکہ اسی گور کہہ دھنڈے کا یہہ لگانا آسان نہیں ہے۔ اس لئے کہہ

نچار مغیلاں گلف قر ہونیں سکتا  
ہر قدرہ ناصیزگر ہر ہونیں سکتا

میں پر جو سماع ہوتے ہوں ہونیں سکتا  
قلعی سے کچھ آئینہ تمر ہونیں سکتا

جسیں یاں حصہ ہوں سے موئی نہیں کہتے

ہر بہت کو عاقل پیدا ہونیں سکتے

برور کان سلف نے مختلف معیار قائم کئے ہیں۔ انھیں پر عمل کرنا ہمارا فرض ہے۔ ذیل میں ہم

چند ناقی اولیاء اللہ کے قائم کردہ معیار کو درج صحیحہ کرتے ہیں:-

۱۔ موسیٰ در ہے کہ اپنے نس اسارہ کے مقابل کھڑا رہے۔ عارف وہ سمجھے کہ اپنے خداوند کے حضور میں کھڑا رہے۔ (حضرت امام جبیر صادق رضی اللہ عنہ)

۲۔ صوفی رہے کہ خدا کے ساتھ دل صاف رکھئے اور عادف دہ لوگ ہیں کہ اوں کو سیوانے

اللطف کے اور کوئی کوئی تھیں پہچانتا۔ اور کوئی اونکی تعظیم اور رہنمائی نہیں کرتا۔ (حضرت بشر عافی رح)

۳۔ صوفی رہا تھا کہ جب کچھ کہے تو اُسکی گفتگو اوس کے حال کی حقیقت ہو دے یعنی ایسی بات نہ کہے کہ اُسیمیں موجود نہ ہو۔ اور عجیب خاموش ہوئے تو اوس کا معاملہ اوس کے حال کا بیان کرنے والا

ہو۔ عارف انسان خپڑ ہوتا ہے کہ جو مخلوق میں رہتا ہے اور پھر ان سے جدار ہتا ہے (حضرت فویزون مصطفیٰ)

۳۔ زُہدِ ماتھ کا بس پہننا اور جو کی رو میں کھانا نہیں ہے بلکہ دُنیا میں نہ بندھنا اولہ درازی اُمید  
کو کوتاہ کرنا ہے۔ ( رحمت سفیان رحمہ رحی رحم )

۵۔ اہل معرفت وہ قوم ہیں کہ جب بات کہتے ہیں خدا کے تعالیٰ ہی کی کہتے ہیں۔ اور جب عمل کرتے ہیں خدا نے تعالیٰ ہی کے واسطے کرتے ہیں۔ اور جب طلب کرتے ہیں خدا سے تعالیٰ ہی سے طلب کرتے ہیں۔

۶۔ فقر و صہبے کے غذا اور سکی وہ ہوئے کہ جو پاہستے پایا آؤ دے۔ لباس اور سکا وہ ہوئے کہ ستر کو  
ڈھانٹنے اور رکھنا اور سکارہ ہو کے کہ جمال رہئے۔ (حضرت ابو تراب بخششی سرچ)

۔ تین خصلیتیں اولیاً اللہ کی ہیں :- (۱) اعتماد کرنے والوں کے تحالی پر تمام چیزوں میں رسم بے نیاز  
ہونا تمام چیزوں سے رسم بوجوں ہونا وسکی طرف تمام چیزوں میں (عذرت یعنی عکان الرافی رحم)

۸۔ دلی دہ ہے کہ جو اپنے نفس سے افضل جس طلب کرے کے لئے حضرت الٰہ عظیم حادثہ  
 ۹۔ آدمی دو قسم کے ہیں۔ ایکی تو دہ جو محب و عمارت ہیں اور دُسرے دہ کہ عارف بھی ہیں۔ جو کہ  
 عارف بخوبی ہیں اونکا تو مشغول اور مستحب کی نیجا ہے اور رپا صفت ہے۔ اور جو کہ عارف بھی ہیں ارنکا  
 مشغول اور انسانی عبادت اور طلب رضا و حنی ہے۔ (حضرت منصور عتمدار حرج)

۱۰۔ صوفی مثلاً زین کے چوتائیے کہ ہماری پلیپری اور ہمیں ڈالتے ہیں اور تماجی نہ کوئی اور رسسبری اور سے باہر نکلتی ہے۔ اور فرمایا تھا تو ایک زکر ہے اجتماع سے اور ایک حد ہے استماع سے اور ایک عمل ہے استماع سے۔ (دھرت، جنید لغداری رج)

۱۱- جو کوکر لگزیدہ ہوا مابسوں ای اللہ سے وحدتی ہے ( ایضاً )

۱۱۔ سُوفی وہ ہے کہ اُسکا دل مغل ولی ابراہیم علیہ السلام کے سلامت پایا ہوا ہوئے دنیا کی  
دُنستی سے اور خداۓ تعالیٰ کے فریان کا بجا لانے والا ہوا اور تسلیم اُسکی مثل تسلیم حضرت ابراہیم  
علیہ السلام کے ہو۔ اور انہوں نعم اُسکا مثل، دادِ علیہ السلام کے عنم دانہوہ کے ہو اور فقر اُسکا  
مثل فقر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہو۔ اور صبر اُسکا مثل صبر الیوب علیہ السلام کے ہو۔  
اور صفاق اُسکا مثل ستوق موسیٰ علیہ السلام کے ہو۔ اور مناجات میں اُسکا اخلاص مغل  
اخلاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو۔ (الیف )

- ۳۱۔ زائدہ ہے کہ دنیا کو زوال کی نظر سے دیکھتے تاکہ اوسکی آنکھ میں دنیا کی کچھ قدر و قیمت نہ رہے اور دل کو آسمانی کے ساتھ اوس سے اٹھا سکے۔ (حضرت ابو عبد اللہ جبار رح)
- ۳۲۔ فقیر وہ ہے کہ نکاح رکھتے اپنے سر کرو اور نفس اپنے کو اور ادا کرے فرض خدا کے حضرت ابو علی جعفر رح
- ۳۳۔ مومن کی قوت و عنادا یادا ہی اور ریاضت ہو لتی ہے۔ (حضرت ابن عطاء رح)
- ۳۴۔ فقیر وہ ہے کہ فقرتے ایسا انس پڑے جیسا کہ جاہل نقشہ اور فقیر کو نقشہ ایسی دلخشت ہو جیسی کہ جاہل کو فقرتے۔ (حضرت سمعون خوبی رح)
- ۳۵۔ صوفی رہتے کہ پاک رہے سب یلاعن سے اور علیحدہ رہے تمام عطاوں سے۔ (حضرت ابو عبد اللہ محمد بن خلدفضل رح)

- ۳۶۔ عارف وہ ہے کسی چیز سے اوسکو عجب نہ آوے۔ (حضرت عبدالعزیز نازل رح)
- ۳۷۔ ولی وہ ہے کہ اپنے حال سے خالی ہوئے اور خدا کے تعالیٰ کے مشاہد سے باقی۔ اور حق تعالیٰ اوس کے اعمال کا مستوا ہو اور اوسکو اپنے اور حجراً اختیار نہ کے۔ (حضرت ابو علی حرب جانی رح)
- ۳۸۔ غارف وہ ہے کہ اپنے دل کو حق تعالیٰ کے حواسے کئے ہو اور تن کو خلق کی خدمت کے لئے چستاد بحراق کئے ہو۔

- ۳۹۔ صوفی وہ ہے کہ دُون یعنی اُون پہنے۔ صفا یعنی صفا باطن پر اور ہوا کو حکمکھا دے والیقہ جفا کا اور دنیا کو ڈالے پیچے ذخرا کے اپنی گستاخی کے۔ اور پاک صاف رہے دنیا سے عین را

- ۴۰۔ میں رہتے وقت نقل کرنے کے دنیا سے۔ (حضرت عبداللہ حفیظ رح)
- ۴۱۔ صوفی عزیز ای الذات ہے۔ نہ وہ کسیکو جانتا اور نہ کوئی اس کو۔ (حضرت حسین سفور حلاج رح)
- ۴۲۔ درویش وہ ہے کہ اس کے دل میں اندریش نہ ہو دے اور گفتار اوسکو نہ ہو کے سنتے اور شذوانی اسکا نہ ہو۔ کماں اور رکھانے کا مزہ اس کو نہ ہو۔ حرکت اور سکون۔ اندوہ و شادی اسکو نہ ہو۔ (حضرت ابو الحسن حمز قافی رح)
- ۴۳۔ صوفی اس وقت صوفی ہوتا ہے کہ تمامی قدر کو اپنی عیاں دیکھتے۔ (حضرت ابو بکر شبلی رح)

- ۴۴۔ یعنی سب کا بار برد اور رہتے۔
- ۴۵۔ صوفی وہ ہے کہ خلق سے منقطع رہتے اور حق سے متعلق رہتے۔ (ایضاً)
- ۴۶۔ صادق صوفی کی علامت یہ ہے کہ عزت کے بعد خوار ہوتے۔ تو نگری کے بعد درویش ہو۔

اور شہرت کے بعد گنائم ہو دیئے ۔ (حضرت ابو حمزة محمد بن ابراهیم البغدادی رح)

۲۸۔ صوفی وہ ہے کہ جب اوسکو حق سے وصل ہو جاوے تو پھر حادثہ کا ذخیر مطلع اُوس پر لا جو رُزہ پا دیے ہے (حضرت ابو طسن ابن ابراہیم الحنفی رح)

۲۹۔ صوفی وہ ہے کہ عدم کے بعد موجودہ ہوا در و بود کے بعد معہدم کوئی دیکھئے (ایضاً)

۳۰۔ عارف کو ہر وقت ولولہ عشق کا ہوتا ہے اور سچیتہ خدا کی تدرست و آفرینش میں مذکور رہتا ہے۔ اگر کھڑا ہوتا ہے تو وہم دوست کا ہے۔ اگر بیٹھا ہے تو ذکر دوست کا ہے۔ اگر سوتا ہے تو تو ری خیال دوست میں مذکور ہے۔ اگر جانکرتے تو دوست کے جواب خلقت کے آس پاس مکھوم رہتا ہے۔ (خواجہ عین الدین جنپی رح)

۳۱۔ عارفِ مُتوکل وہ ہے کہ ان تین چیزوں سے اپنے دل کو عایدہ اور بکبود کر لے ۔ (اب عسلم سے دل مُخلص ہے۔) (ایضاً)

۳۲۔ وہی عارف ہے جسیں یہ نہیں لگتے پائے جائیں ۔ (اب عیت دل تعلیم رح) (ایضاً)

۳۳۔ درویش کو چاہیئے کہ ان چار چیزوں سے دُور رہے رام آنکھوں کو ان رعناء کرے تاکہ آدمیوں کا شریب نہ رکھا فی دے رہے کاغذ کو بَهْرہ کر لے تاکہ جو باستِ نہ شنے کے قابل ہونہ سنئے۔ (رمزان کو زنگ کر لے تاکہ جو بات کہنے کے لائق نہیں ہے اوس کو نہ کہئے رہے پاؤں کو لذکر اکر لے تاکہ جو جگہ جانیکی ہے وہاں نہ جائے۔ اگر سی میں یہ حقیقت دکھانی دے تو نیکین بجان لے کر وہ درویش ہے۔ (خواجہ بابا فرید گنج شکر رح)

۳۴۔ درویش دسی لوگ ہیں جو بلا پر صہب کریں اور ثابت قدم رہیں ۔ (سلطان نظام الدین اویسی رح)

۳۵۔ وہ طائف کہ جن کاظماً اور بازن آراستہ ہے وہ مشائخ لوگ ہیں۔ رحمت ملک الفقرا شیخ نظام الحق رح)

۳۶۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں ۔

از بارِ خَسْرِ لَتَبَاشَدَ آنگاہ  
خُود را طلبَ زرَاهِ تَدْبِير  
آں پیر که متبدَّل است را  
پیر کے مُقر راست دو اسل

۱۔ پیر سے طلب اے پیر کہ در را رہ  
۲۔ پیر سے کہ نہ پر نوح ساز دش پیر

۳۔ پیر سے کہ نہ مُبتدَأ نے بناہ است

۴۔ پیر سے کہ محقق است و کامل

۵۔ دُوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ ۔

من شاہزادہ کہ دار در نگہ ہو

نَقْرَاءِ ازْهِشْمَ وَ ازْسِيَّاَءَ او

رنگ ہو کا ہر کس دن اکس میں ہونا غیر ممکنات سے ہے۔ مفہوم یہ نظر آتا ہے کہ فقیر کو فقیری تباہ کر سکتا ہے اور حقیقت بھی بھی ہے۔  
سنت کبیر داس فرماتے ہیں کہ:-

تُنْ مَنْ تَأْكُو رِيْجَيْهَ جَاءَ مِنْ وِيْشَيَاَنَّهَ  
تُنْ مَنْ تَأْكُو رِيْجَيْهَ جَاءَ مِنْ بِلْ پِرْسَنَگَ  
تُنْ مَنْ تَأْكُو رِيْجَيْهَ جَاءَ مِنْ نَيْسَانْ بِسْتَارَ  
آسْكُونَ مَنْ دِيْجَيْهَ كَامَ كَرْ وَدَدَهَ- سَدَ- لَوْجَهَ كَالَّيْسَ نَيْسَانْ  
إِدْهَرُ أَدْهَرَ آدَے جَادَے نَهِيْسَ- جَوْهَيْشَهَ صَافَ سُتْهَرِيْ تَعْلِيمَ دَے  
اللَّهُ رَهَے حِبْسَ مِنْ عَزْدَرَ- شَهُوتَ- غَصَّمَ- لَائِيْغَ دِغَيْرَهَ نَهِيْسَ-  
اب رِلَمَيْ سَنَّاَهَ كَه آخِرُ وَسِيَادَهَ كَرَيْ كَرَے ؟

گوسائیں تلشی داس فقیر کی شناخت سارے سُتْهَرے الفاظ میں یہ بتاتے ہیں کہ  
”جو جن رُدَّ کھے، بِكَفَرَ رَسَ، چکنے رام سَنِيْہَ“  
تلشی تے پری یہ رام کو۔ کامن بسیں کہ گیہسہ“

یعنی جو لوگ نفسانیت سے پرے اور مالک کے محبت میں غرق ہیں وہیں رام کے پیارے  
ہیں۔ عجاہے بیکھل میں رہیں یا لگھر میں۔  
روایت ہے کہ ایک بار دارالشکوہ بادشاہ (جو بہت فقیر دست تھا) بابالال داس کی خدمت  
میں حاضر ہوا۔ اور سُتْهَر دسوالات سکتے۔ جن کا جواب کافی واقع پا کر بہت ہی مختلوف ہوا۔ ان سوالات میں  
سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ ”بُزرگ ترین پیر مرشد کون ہے؟ اور اعلیٰ ترین مُرید کون ہے؟“ جواب  
پڑا تھا کہ جو مرید کو اپنی طرف مائل کر لے دے بُزرگ ترین پیر ہے۔ اور جو پیر کی جانب دل سے دجوع  
ہو جائے وہ اعلیٰ ترین مُرید ہے۔ مطلب یہ کہ جبکہ بُزرگ کی خدمت میں بغرض بیعت ہواد دیکھو  
کر تھا را دل اور ہر جمیع ہوتا ہے۔ اگر ہوتا ہے تو مرید ہو جاؤ۔ کیونکہ سارا کھیل دل کے رحمان کا  
بیے حوا نخواہ کو بیعت نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ

اَمَّا بَلِيْسَ اَدْمَ صُورَتَ اَسْتَ پَسَ بَهْرَ سَتَّهَ نَهَ بَايدَ دَادَ دَسَنَتَ

چہا مافاٹی اعتقاد ہے کہ یہ بھی نوستہ تقدیر ہوتا ہے۔ اور روح پر درج رہا کرتا ہے جو جہان کا ہوتا ہے وہاں پہنچکر فیضیاں ہوتا ہے کیونکہ اگر ایسا نوشنہ نہ ہوتا تو سب ایک ہی پیر مرشد وقت سے مُرید ہوتے۔ ہندی اسکو سنکار کہتے ہیں۔ جبکا جیسا سنکار ہوتا ہے اُسکو دیبا پیر لیتا ہے۔

## ۳۔ پیر کے فرانص

قبل اس کے کہ ہم مُرید کے فرانص کی تکھیں پر کے فرانص کا بھکھنا ضروری ہے اس لئے کہ پیر مُرید کا مشاطہ ہوا کرتا ہے۔ جیسا چاہتا ہے اُسے سماں رہانا بناتا ہے۔ ایک ہندی تاثر کرتا ہے کہ تھا پر کامل پورے سنگھر کے پنا۔ پورا سنگھر یعنی نہ ہوئے ہے۔ پیر کامل گورو نو بھی۔ سکھ لاپھی۔ پورے بھونڈہ دوے۔ ٹھہ بھر ڈیا

فی زمانہ پیری مُریدی ہے ایک پیشہ کی صورت اختبار کری ہے درہ زمانہ سلف میں پیر کڑے کے استھانوں کے بعد کہیں کیا کیا کرتے تھے حضرات حافظ اشیرازی اور نظام الملک اولیا بادشاہ کے تھے جو معلوم ہیں۔ یہی حالت ہندی فقر میں بھی پڑھ رہی تھی۔ مگر اب وہی ہوا ارجمندی بسہ رہی ہے۔ پیر کو شان رہتے ہیں کہ مُریدوں کی تعداد جبقدر ہے بڑھنا چاہیے۔ بلکہ جو مُرید اور دن کو چلا بذاؤ کے قبول سمجھا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ پیر لوگ مُرید کو فرداً فرداً پہچان بھی نہیں سکتے۔ اذکی خبر گیری کا سوال توارکار! ان سب کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ پیری اور سرکدوگ (باوجودیکہ یہ مرتبہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا) نبھی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ مجھے ذاتی بھروسہ اسکا ہے۔ میرے پیر مرشد کیکو جلدی قبول کرنے کے تھے۔ قبیہ طول ہے مگر منقرا بیان کرتا ہوں۔ جب میرے دمیں یہ خیال پیدا ہوا کہ کسی فیقر سے مُرید نہیں کر سکتے تھے۔ قبیہ طول ہے مگر منقرا بیان کرتا ہوں۔ جب میرے دمیں یہ خیال پیدا ہوا کہ کسی فیقر سے مُرید نہیں کر سکتے تو تین سال تک اپنے حضور کی حضوری حاصل کرنے کے بعد ایک بار جب حضور عزیز پسر خانہ تشریف فرما ہوئے تو تو ازانات مُریدی فرامیں کر کے اُن کے رو بروگیا۔ آپ مراقبہ میں شے۔ جب آنکھوں پری قو دست بستہ دیکھی آدازتے عرض کیا کہ قدم مبارک میں قبول فرمایا جائے۔ آپ نے صاف لہکار کیا اور غرماں کا غصہ مُرید نہیں کر دیا۔ اس لئے کہ پیری کے فرمانوں بہت سخت ہوتے ہیں۔ جب طرح باپ نڑ کا پیدا کر کے اُس کا سر فرع ذمہ بن جاتا ہے۔ اس طرح پیر کیکو مُرید بن کر ذمہ دار بن جاتا ہے۔ بقول سعید

باع سے جانے کمان دیتا ہے اب لایچ اُسے پھالن سکر و چار بُلبل بھپنگیا ہے سارے بھی عرضیکہ بصد اصرار جب اُدھر سے انکار ہی ہوتا رہا تو مجھے اینی ناقابلیت پر سخت شرمیڈگی آئی۔ اور نہ امتحان کے آنسو بے تھاشتا انکھوں سے بجاتی ہو رکھئے۔ اور چھپوٹ پھوٹ کہ روئے لگا۔ فنقر اکی طبیعت اُذر سے بہت نرم ہو چکے ہے۔ آخر میں اپنا گرویدہ جان کر مردی کرنے ہی پڑا۔ جو خبر گیری آپنے میری آپنے موجودگی میں فرمائی یا بعد اُردہ کرنے کے بھی آپ فرماتے رہتے ہیں۔ اور جسیں شب گامی کے ساتھ اپنے صارے منازل طے کرائے اگر ان کا ذکر مفصل کروں تو ایک پوری کتاب تیار ہو جائے۔ حصوں کو مجھ مژید کر کے خوش ہونے کا موقع تو شاید ہلا ہو مگر اینجانب کو جو لطف حاصل ہوا اور ہو رہا ہے وہ "دل ہی جانتا ہے فائدہ کیا ہے سنانے میں" عرضیکہ پیر کے فرائض وہی ہیں جو ایک اہل عیال خانہ دار کے ہوتے ہیں۔ لڑکا لائق ہو یا نالائق باپ کو اسکی خبر گیری کرنے ہی پڑتی ہے۔ اور اس کے ہر فعل کا نیک ہو یا بد باپ ذمہ دار ہو کرتا ہے پیر اکمل سی طرح اپنے فرائض ادا نہیں کرتا ہے تو مالک کے رُبُرُو رُبُرُو سیاہ ہوتا ہے۔ بقول تلسی واس جی سند

ہر ہیں شیشہ دھن شوک نہ ہر ہیں سو گورو رو رو زکَ میں پیر ہیں

یعنی مردی کی دولت تو ایسی تجھ لیتا ہے پر اوس کے تکالیف دُور نہیں کر سکتا۔ ایسا اگر دنار خیم سی پڑتا ہے۔ پیر کو مثل خدیم کے ہونا چاہیئے۔ جب کوئی طارب حاضر خدمت ہو تو پہلے اُوس کے دلی خپش کو ٹھوٹنا پڑتا ہے کہ آیا وہ حضن دُنیاوی یا فرضی طلب لیکر آیا ہے یا واقعی اُس کے دلیں یہیں ہیں ہے۔ اگر طلب کافی نہیں ہے تو اُسے وقتاً فرقتاً حاضر ہو کر صحبت سے فیض اُھلنے کا موقع دنیا چاہیئے۔ اور دلکیں ایک نہیں کی کوئی سیداً اور ناجاہتی۔ جب گورو یا پیر کے کلام اُسی کے خانہ دل کو جار و بہنجر ساف کر لیں اور جو بستہ پیر سعید جانشین ہو سے لگتے اپنے بُلبلہ کے تو این کے مطابق اُسے مردی کر کے پھر حسب استعداد اُسکے اُس سے فوجا بڑات اور عبادات کرانے بظاہر ہیں۔ مجھے آنکھوں سے دیکھنے میں آیا ہے کہ پیریوگ بسما اوقات ایک ہی عمل یا شغل۔ جماہدہ یا عبارت ہو یا عموماً دُخیل معلوم رہا کرتا ہے مردی کو تباہیتی ہیں۔ غریب کو یہ نہیں معلوم کہ آیا مردی اُس کے قابل ہے یا نہیں جیسے پاسوں کثرا اور دن کے ایسے مردی آئے کہ عن کے پیر صاحب کچھ بتا کر رُبُرُو کرنے ہیں۔ یا آنکہ دُور ہیں اور مردی بجا سے اُس کے کہ بتائے ہوئے عمل سے مستغیر ہو گوارت تکلیف میں پڑا ہو جائے۔ کوئی حادی و مددگار نہیں مبتلا "اللَّهُ ہُوَ، وَلَا ذُرْ کِرْ عَلَوْ ۖ مَا خانہ دار لوگ کو تباہ دیا جاتا ہے۔ بُرُون خیال اُس امر کے کہ آیا خانہ دار کیلئے یہ سوزوں ہے یا نہیں۔ "ہُوَ، ہُوَ کا عالم پیدا کر دیا ہے۔ اور ساری خانہ داری جہنم رسید ہو جاتی ہے۔ اور غریب خزانہ جستہ

جلد اول

ہو کر مجبرا تا ہے۔ اسی نوع ضرب لگانے کا طریقہ عموماً رنگ ہے۔ پیر لوگ نہیں دیکھتے کہ آیا مردی کا قلب اوس نام پاک کے آتشی ضرب کو بروائش کر سکیں کیا نہیں پیر لوگ ضرب لگانے کی مدد ایت فرمادیتے ہیں۔ غریب مردی یہ سمجھ کر کہ پیر صاحب نے اول چیز مرحمت فرمایا ہے مشغول کارہ ہو جاتا ہے۔ انجام کاری یہ ہوتا ہے کہ اُسے اختلاج قلب کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی اہنگی فقرابھی جبٹ ترکی دھیان (القصور نقطہ سویڈا) کی تلیقتوں فرمائیتے ہیں۔ غریب نہیں جانتے کہ مردی اس کرہ آتشی میں ٹھہر سکیں کیا نہیں۔ یعنی جو ہو رہا ہے انہر میں اشہمس ہے۔ شاید ہی کوئی منزل مقصود تک پہنچ پاتا ہے۔ انہیں جاننا چاہیے کہ

سرمد علم عشق بُوالہوَس رَأْنَه وَهِنْد سوز پیر پرانہ مگس رانہ دمند  
غمڑ باید کہ یار آید بکنار این دولت سرمد ہمہ کس لاندہنڈ

میری رائے ناقص میں خانہ دار کو پورا کلمہ دستردیف و درکرنیکی بدایت کرنی چاہیے اور اگر دیکھیں کہ اسکا رجحان روحا نیت کے جانب ہے تو بدایت کرنی چاہیے کہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، آمَنَّتُهُ سے کہے اور حمد الرَّسُولُ إِلَّا اللَّهُ، کے لفظ "حمد" کا ضرب قلب پر دے۔ اگر طالب کار رحایت کے جانب زیادہ کر دیا ہے تو ایسے خارب کو "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، کا وردیون کرنا چاہیے کہ بتاؤ فے بار محض اسی قدر پڑھنے اور "إِلَّا اللَّهُ" کا ضرب قلب پر لگا تا جائے اور سوچ بار پورا کلمہ پڑھے۔ اور لفظ "حمد" کا ضرب قلب پر دیکھ بخوبی کرے۔ اگر طالب دینیت سے باہم تاریک ہے تو اس سے "لَا إِلَهَ، کا ورد کرنا چاہیے۔ بعد چھر و ز کے "اللَّهُمَّ بُوْرَ، کا ذکر کرنا چاہیے۔ "اللَّهُمَّ بُوْرَ، کا ورد اپنے کے در درجہ کے طالبان بھی کر سکتے ہیں۔ مگر ان خاب حالت قلب پر کے ہات میں ہے۔ اسم اعظم یعنی "اللَّهُ، کا ورد ہر درجہ والے کر سکتے ہیں۔

جنیالاست بالا پیر کا فرض اولین یہ ہے کہ بلا خیال منفعت مالی طالبوں میں سے مردی کا انتقام بڑھے جا پسخیرتاں کے بعد کرسے اور ان کے تمام قلبی کمزوریوں کے رفع کرنے کے بعد تبعیت کرسے اور برابر ان کی زنگرائی کرتا رہے۔ اگر روحاںی طاقت اس درجہ حاصل نہیں ہے کہ گھر بیٹھے ایکی زنگرائی کر سکے یا آنکہ انکی رنجانی بلا کر یا خود چاکر آن کی دیکھ بھال کیا کرسے۔

بامسل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"ایک بیج بونے والا بیج بوتے نکلا۔ بوتے ہوئے چھوڑا ستہ کے لئے کنارے گرا اور رو نداگیا۔ اور آسمان کے چڑیوں نے اُسے چونگ لیا۔ چند کچھ جہاں پہنچا۔ اور مچا۔ پر تری نہ پانے سے سوکھ لیا۔ یہ جہاڑیوں کے

کے بیچ میں گرا اور جھاڑیوں نے سالخ سامنہ پڑھ کر اُسے دبایا۔ اور کچھ اچھی سر زمین یہ گرا اور اُگ کر سوچنا پھل لایا۔ یہ کمکر ایسوس نے پہنڈا اونٹ سے کہا، ”کہ جس کے کان ہو دہش نے سے اُس کے چیلوں نے پھر لایا۔“ یہ کمکر ایسوس نے پہنڈا اونٹ سے کہا، ”کہ جس کے کان ہو دہش نے سے اُس کے چیلوں نے پھر لایا۔“ اُس نے کہا کہ ٹکلو یہ پیشوار کے راجح کے بعد دوں کی سمجھو دیجی ہے پر اور وہ کو مثال پوچھا کہ تمثیل کیا ہے؟ اُس نے کہا کہ ٹکلو یہ پیشوار کے راجح کے بعد دوں کی سمجھو دیجی ہے پر اور وہ کو مثال دیکھ رکھنا یا جاتا ہے۔ اسی لئے کہ بے دیکھتے ہوئے نہ دیکھیں اور سنتے ہوئے نہ سمجھیں۔ تمثیل یہ ہے کہ یہ تو پرپیشوڑا دیکھ رکھنا یا جاتا ہے۔ اسی لئے کے وے ہیں کہ جھوٹیں نے صنایع شیطان اُکر ان کے من میں سے بچن اٹھایا جاتا ہے۔ ایسا بچن ہے۔ راستہ کے کنارے کے وے ہیں کہ جھوٹیں نے صنایع شیطان اُکر ان کے من میں سے بچن اٹھایا جاتا ہے۔ پھر نہ ہو کہ وے اعتقاد کر کے نجات پائیں۔ چنان پر کے وے ہیں کہ جب سُننے میں تب آئند سے بچن کو قبول کرتے ہیں پر جڑنے رکھنے سے وے تھوڑی دیر تک اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور امتحان کے وقت بہک جاتے ہیں۔ جو جھاڑیوں میں گرا سو وے ہیں جو سنتے ہیں پر ہوتے ہوئے نکل اور وہ صحن اور زندگی کے راحت و نشاط میں چنس جاتے ہیں اور ان کا چھل نہیں پچھتا ہوتا۔ پر اچھی زمین کے وے ہیں جو بچن نہ کر سکتے اور اوقتم مَن میں سنبھالتے رہتے ہیں اور وہ ہیرج سے پھل لاتے ہیں۔“

مندرجہ بالا امور کو زیر نظر رکھ کر اگر طالبین میں سے مردی و نکاح انتخاب کیا جائے تو مردی کو لازمی افادہ ہوا اور پیر کا جھی بول بالا رہے۔

ایک روایت ہے کہ کسی بادشاہ نے اپنے محل کے کرہ خاص کو رنگ کے لئے کچھ نقاش چین سے بلا یا یقلا کے درجہ سازوں اور نقاشتوں کی بڑی دلنشکنی ہوئی اور انھوں نے آپس میں پیچائت کر کے بادشاہ سلامت کے یہاں جسکی کاریگری اچھی ہو اُسے انعام عطا ہو۔ بھوتین معمول تھی۔ بادشاہ نے عرضی منتظر کر لی۔ چنانچہ چین کے کاریگر دیکھ کر سپرداشی ایک جانب کی دیوار کی گئی اور دوسرے جانب کے مقابل کی دیوار اونکاویجا کے درجہ خواست دیا کہ ایک جانب کی دیوار چین والوں کو دیکھائے اور دوسرے جانب کے مقابل کی دیوار اونکاویجا کے درجہ خواست دیکھ کر دیوار کی گئی اور دوسرے جانب کی مقامی کاریگروں کے سپرداشی اور بیچ میں ایک پر دہ تکھنے دیا گیا۔ اور دونوں طرف کے کاریگروں نے کام تشریع کیا۔ تقدیم کے بعد بادشاہ سلامت نے کرہ کا معافہ کیا۔ پھر چین کے کاریگروں کے تیار کردہ دیوار کے جانب تشریف لے گئے اور کام کر دیکھ کر از جذبہ ہوش ہوئے۔ بھر مقامی کاریگروں کے دیوار کے جانب رُجوع ہوئے تو جھوٹیں نے یہ میں جو پرده تھا اُسے ہٹا دیا۔ اور حضور پر نوز کو اپنے دیوار کا کھانا کر لیا۔ تو بادشاہ نے بھر مقامی کاریگروں کے مقابلہ نقش و نگار دوسرے جانب دیکھا اور خوش چھوٹے سیت جہاں پڑا نہ دیکھا۔

ذریعہ کس جانب کھانا پڑا ہے۔ معلوم ہوا کہ چین والوں کے مقابلہ نقش سے کم خرچ مقامی کاریگروں نے لیا ہے۔ بادشاہ نے خوش چھا اور اپنی معلمہ فرمایا۔ اور در بافت فرمایا کہ کسی اُنھوں نے کم طریق میں دیسا ہی کام بنایا۔ مقامی کاریگروں

جواب دیا کہ سہلوگوں نے تحفہ اس قدر کام کیا تھا کہ اپنے جانب کی دیوار کو اتنی چکنی اور جگد ار بنا یا تھا کہ دوسرا جانب کا پورا عکس اس دیوار پر نظر آتا تھا اور نہ کوئی نقش بنایا نہ کارما

ٹھیک یہی حالت پیرا در مرید کی ہوتی ہے۔ پیر مرید کے قلب کی صفائی اس درجہ کرتا ہے کہ اس سے آئینہ بجا رانا ہے۔ تب پیر کے اوصاف کی جملہ کیجئے میں صاف نظر آلتی ہے یعنی دل کا جو ہر صاف کر جانا ان کے آنے کے لئے، پیر کو لازم ہے کہ مرید گے دل کو اپنے کشش قلبی سے قطب نما کی طرح اپنے جانب مائل رکھے۔ ادھر اور بھر بھکنے دے۔ اگر اتنا نہیں کر سکتا اور یہی کا دم بھرتا ہے تو لا طائل دعویٰ کرتا ہے۔ باوی النظر میں مرید کے فراغن کڑے میں میں مگر دراصل پیر کے ذرا لفظ اس سے بدرا جہا کر دے میں میں

پارس میں اور پیر میں یہی تفاصیل جان دو ہو ہاسونا کرے۔ پیر سے آپ سے حمان مریدوں کو قربت کی آزادی دینی چاہیئے نہ آنکہ اتنا عب واب قائم کرے کہ بخارے اپنے شکوک کو رفع نہ کر سکیں۔ انکو بار بار موقع دینا چاہیئے کہ وہ جو کچھ دل میں رکھتے ہیں بلا کھلکھلے عرض کر کے ساری کھلک رو رکھ سکیں کیونکہ ہنچیتی یک نفس پاؤ دیا بہتر از صند سالہ طاعت ہے بے ریا،

بس اوقات دیکھا گیا ہے کہ پیر لوگ مرید و نکووندگی بھر شروع کے جگہ بند میں مقید رکھتے ہیں اور آگے بڑھتے ہیں اور دیتے نہ تھے یہ ہوتا ہے کہ غریب طلاقیت، معرفت اور حقیقت سے بے بہرہ رہتے ہیں رکاش اگر کوئی ان میں سے قدرتی کریم کے باعث اس جانب رجوع نظر آتا ہے تو اسے دباتے ہیں نہیں۔ اسے مطلعون کرتے اور مرتد نہار دیتے ہیں۔

پیروں کو لازم ہے کہ مرید دل کی جان بخوبی پرداز کرتے رہیں جس طرح اسکوں اور مدرسون میں لڑکوں کا امتحان ہوتا ہے اور پاس گشیدہ لڑکے درجہ چڑھا دیتے جاتے ہیں۔ مسی طرح پیر دن کو چاہیئے کہ جو مرید شرعی معاملہ میں چاق پھو بند نسلکے اسلام طریقت میں لیجائیں اور جو طریقت میں بولان نظر آئے اسے معرفت کا راستہ دکھلائیں لیکن حقیقت خود نظر آنے لگے گی۔

ذہب کی پابندی اور عبادت ہصول بخات میلے ہے۔ اسٹے پیروں کو لازم ہے کہ طالبوں اور مریدوں کو آزاد بنانے کی کوشش کریں نہ کہ تعصیب کا سبق سکھلائیں۔ میرے پاس دو مومن گنگا پور سے آئے ہنگوں نے کہا کہ سب مذاہب ہجھم ہے کہ کسی ہندو کے ہاں دانا پائی نہ رہے۔ پرانکہ میرے سنت سنگ میں ہر مدحہ دامت والے کو آزادی سہت کہ اپنے طریق پر رہے اور اپنے ذہب کے مقابلی مالک کا نام لے اس لئے مجھے اونکا کہنا گریا نہ گز راہل کہ

خود پیر پست ہونے کے باعث میں نے اُن سے ہدایت کیا کہ جبقدر پیر صاحب فرمائیں وہی کرو۔ وہ لوگ برا بستیک میں حاضر آتے رہے اتفاق وقت پیر صاحب اُنکے یہاں آئے۔ اُن سبھوں نے میری کتاب "تجیلات آنسنڈ" اُن کے نذر کیا۔ اور پوچھا کہ اگر حضور حکم دین تو ہمارے اس فقیر کی صحبت میں جایا کرس۔ پیر صاحب نے میری کتاب سبپریما اور میری تصور پر بھی دیکھا تھا کہ پیر فرمایا کہ تم لوگ بیشک جاؤ اور کھان پان کا سوال اُنکے درمیان نہ لاؤ۔ یہ توجات پانت کے جھگڑوں سے الگ ایک ذات اکبر کے ماننے والے ہیں۔

زندہ مختصر کہ جو فقیر ذات واجہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ جات پانت کے بکھر ہوں میں نہ ٹھوڑتے ہیں نہ مُریدوں کو ڈالتے رہاں جو صفات طبقہ کے فقراء ہیں وہ خداں بکھر ہوں میں اُبھے ہوتے ہیں۔ اور صریح ہوں اُبھی اُبھی کے

رُکھتے ہیں۔ تجھے ہوتا ہے کہ جسے  
”نَّهُ خُدُّا هِيَ بِلَا نَهُ وَ حَالٌ حَسْنٌ“

## ۴۔ صریح کے فراہمن

صریح ہو جانا یا بیعت کا شرف حاصل کر لینا دیکھنے میں بہت آسان نظر آتا ہے مگر جب صریح کے فرائض پر عذرا کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک بہت ہی کھین سودا ہے۔ لقول۔

اس بزم میں جو آئے سمجھو بُو جھ کر آئے اور حلمے جگائے  
لینا ہے یہاں کچھ نہیں۔ دینا ہی ہے دینا جو آئے ملحتیلی پہ لئے اپنائے آئے

اگر لفظ بیعت کے معنی کو عور سے دیکھیں تو معلوم ہو جائیگا کہ آخر صریح ہونے کا مطلب کیا ہے۔ اپنے پیر کے ہاتھوں بیچ ڈالنے کا نام بیعت ہے جسکو نہیں تن۔ من۔ دھن کو روکواریں کرنا کہتے ہیں بعض مسخر کرتے ہیں کہ کیا کوڑ کو واقعی یہ سب سمجھ آپ خالی ہو جانا چاہیئے۔ ہی آنکہ کیا کوڑ یا پیر ان چیزوں کا بھوکا ہے ہے میاں اس دینے یا ان کو گورو کے ہاتھوں بیچ کرنے کا یہ مطلب ہے کہ ان چیزوں کو اپنے نکت میں رکھتے ہوئے بھی کھین پیر کا قدر کر و مستلزم (جسم) کو اگر پیر کا سمجھو گے تو اس سے بُرے کام نہ کر سکو گے کیونکہ پیر کی بہت دل میں مسخر ہے۔

و نہت ہمارے دل کی کوئی کیا بتائے کے پر دل وہ ہے کہ جسمیں خدا تک سمائے کے

دھن (دولت) کو اگر پرکار خیال کرو گے تو بڑے راہ میں خرچ نہ کرو گے جب طرح ایک کو ہٹی کے میڈیوب کے ہات میں سب کچھ ہوتا ہے لیکن اسے مالک کا دھن سمجھنے کے باعث بجا طلت پر خرچ نہیں کرتا یا ہونے دیتا۔ اسی طرح تم سب کچھ و سکھتے ہوئے بھی اگر پرکار تصویر کھو گے تو محفوظاً رہو گے۔ مزید پر اس جب تم نے خدا اپنے کو بیع کر ڈالا تو یہ سب لوازم اپنی زندگی تو تمہارے خود کے طفیل میں فردخت ہو ہی گے۔

راجہ جنک ایک بڑا بھاری سالک فیقر اہل ہبود میں ہوا ہے جو دل بامار دست با کارہ، رکھتا تھا اور اپنے زمانہ میں بڑے پایہ کا سالک تصور کیا جاتا تھا۔ ہنفوں میں اسے متوق ہوا کہ کسکو پیر بنائیں بخانجھا اسے اعلان کر دیا کہ جو کوئی اسکے شلوک کو رفع کر دیکا انسی سے وہ مردی سو جائیگا۔ بڑے بڑے فقراء و علماء وقت آئئے مگر اسلام کو دل قائل نہ کر سکا۔ کیونکہ وہ پیداشری منطقی اور فلاسفہ کھلا ایک روز جب اسکی سواری جا رہی تھی رسمت کے عین وسط میں ایک شخص لیٹا ہوا نظر پڑا۔ چوراں نے اسے ٹھانا بھاگا ہا مگر وہ نہ ہوا۔ وزیر کو ہٹی خبر ہوئی وہ بھی آیا۔ مگر اس شخص نے راست سے سس نہیں کیا۔ بت راجہ خود آیا۔ اور عرض کیا کہ راستے پس لمیٹ کر راستہ کو روکنا یہ صحیک تھیں۔ اس نے راجہ کو بھی کہا کہ بتایا مگر جو یہ کہ جو الفاظ اُس کے مذہ سے نکلتے تھے وہ مرستے بھروسے ہوتے تھے راجہ کو خیال آئیا کہ مغربیت درہ رضاخان مردیستہ درسپریمین، ہونہ ہو یہ کوئی بامکان ہستی ہے۔ اس نے راجہ اُس سے با ادب گفتگو کرنے لگا بلکہ حرش اس نے کہا کہ میں اسی لئے آیا ہوں کہ مجھے فاعل کر دو۔ اور مردیہ بیان کیا۔ قصہ فخری کہ راجہ نے بہت سے سوالات کئے جس کا جواب معمول نہ سکر وہ راجہ کو برائی قابل کرتا گیا۔ (پیسوالہ دبوابات "اشٹا ملکہ لکھتا، نامی کتاب میں ادراج ہیں جو بلا تعصب پڑھنے کے لائق ہے) جب بادشاہ قابل ہوا تو اُس نے درخواست کی کہ مجھے مردی دیجیے۔

فیقر نے جسکا نام اشٹا بکر تھا کہ اگر میں تجھے مردی کروں تو مجھے حق پیری کیا دیکا۔ راجہ نے کہا کہ سارا شاہی خزانہ نذر کر دیں گا۔ فیقر نے کہا کہ یہ روپیہ رہایا کا ہے۔ ملک درعا یا کے حفاظت کے لئے ملا ہے۔ یہ تو تیرا نہیں ہے۔ راجہ نے کہا کہ سارا ملک دا ملک نذر کر دیں گا۔ فیقر نے کہا یہ بھی تیز نہیں۔ نہ لے بعد نسل اچلا آیے۔ اور آئندو کے حصہ اپائیں گے۔ راجہ نے کہا کہ والی کو نذر کر دیں گا۔ فیقر نے کہا کہ اولاد ہونے کے باعث اب وہ بھی گلہم تیری نہ رہی۔ اولاد کا بھی اسی میں حصہ ہو گیا۔ راجہ یہ سے اپنے عقل پر اناز تھا ان جماعت کو شکنکر ٹھہرا یا اور عرف کیا کہ اب تو میرے یاس کچھ میں ہے کیا نذر کروں۔ فیقر نے کہا کہ ایک چیز تیری یترے یاس ہے۔ اگر دینے کا وعدہ کو والی کرے تو یہ قلب کروں۔ راجہ از حد کر دیدہ ہو رہا تھا اُس نے ہزاراً و عددہ والی کر دیا۔

فیقر نے کہا تیرے پاس تیر میں (دل) ہے اُسے ٹکو دیے۔ راجہ نے کہا کہ ”دیا، سُنکر فقیر انھا اور جلتا بنا۔ راجہ گھبرا باکہ اس نے کچھ تلقین بھی نہ کیا۔ اور جلتا بنا۔ چونکہ خود گیانی (عقلمند) تھا۔ فوراً ندائے غبی اندھستے آئی کہ دل تو تو دیکھا ہے اب یہ خیال کہاں پیدا ہو رہے ہے۔ اس آواز کا آنا تھا کہ وہ ایسا سماں کیت بن گیا کہ وہیں بیٹت بنکر بیٹھ گیا۔ دزیر وزراء بہت گھبرا ہے کہ یہ کیا ہو گیا۔ قصہ فیقر یہ کہ راجح کا حج سب سے سنبھالا اور راجہ وہیں کا وہیں بیٹھا رہا۔ گویہ دن کر۔ حاکم خیر وغیرہ سب ہی آسائش کے سامان وہاں مہیا کئے گئے۔ مگر سب بیکار تھے۔ کچھ زمانہ یوں ہی گزر گیا۔ اچانک وہی فقرا بک روڈ مہان بھرمنودار سووا۔ دیکھا کہ راجح صدم و ستم آسٹن جمائے ہوئے ملٹھا ہیں۔ قریب گیا اور شانوں پر بات رکھ کر پایا اور تو چھاکہ کیسے ہو؟ راجہ خاموش رہا۔ تب فیقر نے کہا کہ لبیں جو من (دل) تھے۔ ٹکو دیا اُسے عاریتاً ٹکو دیتا ہوں۔ ٹنم اُس کے ذریعہ سے ہمارے باتوں کا جواب دو۔ چنانچہ فیقر نے پھر اُنستے بات یقین کے کہ اُن کو قائل کیا۔ اور راجح محل میں آیا۔ اور کچھ دین ساتھ ریکھ راجح کا حج کرایا۔ نور بیٹھے وقت کہا کہ تمہارا دل۔ جواب ہماری ملکیت ہے۔ یوں یار گھا دھئے جا آئیں۔ اسی سے لاح کا ح کرو۔ اسی دھولی میں ملکی رہو۔ پہ دل بایار و دست باکار، کی سب سے بڑی تشدیل ہے جسیز مژید دن کو کار بند ہونا چاہئے۔ تن۔ میں۔ دھن۔ کیا بک اپی ساری خودی پیر کے ہات پیچ کر کے اُن سے اُسی شرح کام لو جیسے کسی کی عاریت دی ہوئی چیز سے کام لیتے ہو۔

وہ فوراً محبت طبیا مازمار ساں  
کاندریں اک قدم از خود گذشتہ منزل است  
ناحیب کبر فرماتے ہیں۔ (دوہا)

من دیا جن سب دیا۔ من کے سنگ شریں  
بُزگان سلعد مژید کے فرائیں کے متعلق فرماتے ہیں:-

(۱) فرزند (مژید) سُجوت وہ ہے کہ جو کچھ پیر مژید کی زبان مبارک سے سُنے احس پر خوب دل لگانے اور کان دھہرے اور اُس پر عمل کرتا ہے۔ (حوزہ پنجھا جگان حاج عثمان ہاروی رحم)

(۲) مژید کے لئے بڑی سعادت ہے کہ جو کچھ وہیں پیر کی زبان سے نتوش ہوش اُسکی طرف لگائے رکھئے اور مکو لکھتا جائے۔ ہر حرف کے پہلے جو لکھتے ہیں آرے ہزار برس کی طاعنت اُس کے نامہ آسمان میں درج ہو۔

(خواجہ بابا مژید پنجشکر رحم)

۱۴۔ ایک دن صدقہ کے ساتھ پیر کی خدمت کرنی بے صدقہ ہزار برس کی عیادت سے بہتر ہے۔

(حضرت سلطان نظم الدین اور دیارہم)

(۲۶) بحث مردی اپنے پیر سے حسین عقیدت نہیں رکھتا وہ مردی نہیں ہے۔ (ایضاً)

(۲۷) جب پیر مردی کو آواز دے اور مردی پورا جا ب دے تو ایک برس کی عبادت اوس کے نامہ آخماں میں سلکتے ہیں۔ (ایضاً)

(۲۸) پیر کا ذراں مثل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے ہے۔ جو پیر کا فرمان بجا لاؤ بیکا گویا کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بجا لایا۔ (ایضاً)

(۲۹) جب کوئی کسی پیر مردی ہوتا ہے اور ارادت لاتا ہے یہ تو اُسے تحریک کرنے ہیں۔ یعنی پیر کو اپنے اُوپر حاکم مقرز کرتا ہے۔ پیر اگر کسی پیر حکم دے اور اُسے بجا نہ لادے تو تحریک کہان ہوئی۔ (حضرت ملک الفقر لشیخ نظام الحق رح)

(۳۰) پیر اگر کوئی حکم نامشروع بھی فرائے تو مردی کو لازم ہے کہ ضرور تعییں کرے (ایضاً)  
لبقیل ہے آن عقل کیا کہ در کمال تور سد و ان روح کیا کہ در جلال تور سد  
گیرم کہ قوادہ برگرفتی ز جلال آن دینہ کجا کہ در جمال تور سد

(۳۱) ہرگز مردی نہیں ہوتا جب تک کہ خدا سے نیادہ فرمانبردار نہیں پیر کا نہ ہو۔ (حضرت ذوالنون معہار رح)  
لبقیل ہے درستہ روپیش کردیست آفتاب فہم کنْ داللَه عالم بالصواب

(۳۲) مردی کا کھر خاوتا ہے۔ اُس کی روزی توکل اور اُس کا پیشہ عبادت ہے۔ (حضرت ابوتراب بشی رح)  
لحضرت عبد اللہ بن بنی رح

(۳۳) مردی وہ ہے کہ علم کی نیچہ داشت میں ہوئے۔ (حضرت جندید بعدادری رح)

(۳۴) مردی کے لئے تین چیزوں خوب ہیں: ۱) خواب اُس کا و قدر غلبہ کے ہوئے ۲) اُس کا کھانا و قدر نافذ کے ہوئے۔ ۳) اُس کا بولنا درقت ضرورت کے ہوئے (حضرت ابو بکر کنافی رح)

(۳۵) پیر تیڑا آئیہ ہے۔ اُن سے تو اُس قدر دیکھو سکتا ہے۔ کہ جبقدر تیرے ارادت کا لوز ہے۔ (حوزت ابوالعباس فضاح)

(۳۶) مردی کے لئے ایک دردیش کی خدمت میں رہنا شور کھت نماز نفل ادا کرنے سے بہتر ہے۔ اور ایک نوالہ کم کھانا تا مرات نماز نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔ (ایضاً)

(۳۷) مردی کی علامت یہ ہے کہ یعنی خپنس سے نفرت کرنے والا ہوئے لوہ جنسر کا طالب ہو۔ (حضرت ابو بکر صیفی رح)

(۳۸) مردی کی ذنگانی خپس کی موت اور دل کی حیات میں ہے۔ (ایضاً)

(۳۹) بُجُوش خپس کے کی مخالفت کا ارادہ کر لیتے وہ طریقت سے خارج ہوتا ہے اور اُس کا تعزیز بریت کی جاتا ہے۔ (حضرت ابوالعلیٰ الدقاقی رح)

۱۹۔ جو شخص کہ پیر کی صحبت میں رہا ہے دل میں پیر کے افعال و اقوال پر اعتراض کرتا ہے پیر کی صحبت کے خواہد سے بے نفعیب رہتا ہے جب تک کہ ان اعتراضات سے توبہ نہ کر لے یا تاوان نہ ہجرا لے (ایضاً)

۲۰۔ کار پا کان را قیاس از خود بیگر گچہ ماند در نو شتن شیرو شیر

و مندرجہ معیار کو پیش نظر کھٹے ہوئے کیا کوئی دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ واقعی اصلی مردی ہے۔ مردی بنتی ہی مشکل چیز ہے اور کامل مردی ہی آخر کار پیر کامل ہوا کرتا ہے۔ پیری کوئی موروثی چیز نہیں ہے۔ کہ

نلا بعد نلا چلی جاوے۔ سمجھا اور پیکا مرضی ہی پیری کا سُختی ہوتا ہے سے  
ہر بُلْهُوس نہ خرم رازِ کمن شود نے ہر کہ بہت راستِ جدہ کنڈ بہمن شود

مردی کے چند جسمانی فرائض کا ذکر ہیاں کر دینا مناسب ہو گا جسکو عبادتِ جسمانی کہہ سکتے ہیں:-

(۱) پیر کے رو بڑ جب جاؤ ادستے سلام کرو یا پا بسی کرو یا مصافحہ کرو جیسا کہ دربار کا دستور ہے۔ اور بھر ادب سے کسی گوشہ میں بیٹھو جاؤ۔ مگر اس طرح بنیٹھو کہ چہرہ مبارک کا نظارہ تملون ہی پیدا ہو۔ آنکھیں بخی رکھو تو مگر کن انکھیوں سے چہرہ مبارک دیکھتے رہو تاکہ پاک شعاعین جو پیر کے نگاہ سے نکلتی ہیں یا جیفہ مقناطیسی (تجہیں) سے جو ان نے جسم کے گرد دھیط رہتی ہے تم اپنے آنکھوں کے ذریعہ قلب میں آثار کو

گور و موڑت لگتی خیدر ماں سیوک میں چکور نہیں۔ آٹھ پر مزکعت رہو۔ گور و عورت کی اور

(۲) حتی الوضع پیر کی خدمت میں ایسے وقت جاؤ جبکہ شنبہ ای رہے۔ اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ جلس میں یعنی حاضر ہو (۳) پیر کے زبان مبارک سے جو کلام نکلے اُسے کوش ہوش سے شذ و صحتیہ دل میں قلمبند کرو۔

(۴) پیر کے رو بڑ وجہ بیٹھو تو دوزانو بیٹھو جو کسی کیڑے یا لنگی سے ڈھکا رہے۔

(۵) پیر کے کھڑے ہونے پر مردی کو کھڑا ہو جانا چاہیے اور ان کے بیٹھنے پر ان کا اشارہ یا کرت بیٹھنا چاہیے۔

(۶) موقع پا کر پیر کے جسم اور پاؤں کو دیانا چاہیے حقیقت چڑھانا چاہیے۔ کھانے کے بر تنون کو صاف کرنا چاہیے اور جو فنڈے بیچے اُسے کھانا چاہیے۔

(۷) اگر خدا خواستہ پیر کو عقصہ آجائے تو خاموش رہ کر ایسے افعال سُر زد کرے جس سے خصہ فرڈ ہو جائے۔

(۸) اگر کوئی پیر کی مدد کرے تو بجاء اُس سے بجٹ کرنے کے اپنے کا نون میں اسکلیاں ڈال لے۔ یاد ہائے ہنچ جائے۔ بجٹ کرنے میں مدد کرنے والا مستوار تر مدد ہی کرتا جائیگا۔ اور مردی کو فسننا پڑے یا گا۔

(۹) پیر کے شبیہہ مبارک کا ہر دم تعمور۔ اُنکے بتائے ہوئے اسیم آعظم کا ہر دم دکھ اور انکے ہر ایک محکم پر عمل کرنا مرد

کافر صن اوٹی ہے۔

(۱۰) جو کچھ پیر کے خدمت یا عنایت سے نصیب ہو ہرگز اُسکا عزہ نہ کرے بلکہ روز بروز اپنے میں خاکساری بڑھا جائے۔ کیونکہ تم ”درخت بار و رُجھکتا ہے خود اپنے ہی لئگر سے“۔

(۱۱) جو کچھ انکشافت حاصل ہوں اُنکو کسی پڑھا ہر نکرے۔ مگر میل پر کہنا ہے کہ پیر سے اگر طاہر کیا جائے تو ہر زیارت ہے لیکن عزہ اور تکلفت کے ساتھ نہیں بلکہ دلیل یہ خیال کر سکو کچھ ہو اپنے پیری کے کرم سے ہوا ہے۔

(۱۲) پیر کے رُور و پیر گز جھوٹ نہ جوئے۔ اگر کوئی خطا ہو جائے تو فوراً اُسکا اقرار کر کے تو بہ نصوح کر لے۔

روابت ہے کہ کسی گور و کا ایک بیانیہ تھا جسے اپنے پیر پرستی بخدا اعزہ تھا۔ ایک روز جب اسلامی شادی ہوئی تھی اور وہ بیاہ منڈپ میں بٹھا تھا سُم رستہ مات ادا ہو رہے تھے اور سیند و رُوانے کا وقت آہی رہا تھا کہ اُسکے کو روکا پہنچاں لیکر ایک مردانہ آیا۔ اور ایک مرتع جو والکیا جیں یعنی تھا کہ خط دیکھتے ہی روائہ ہو جاوے اور پیر پاس آجائے۔ مردانہ رقصہ دیکھ کیا۔ پری یہ نے جب خڑیکر حافر اٹھ کھڑا ہو گیا۔ لوگوں نے بہت سمجھا کہ سینہ دور مال لوتب چلے جاؤ پر اُس نے ایک نہ سُنی۔ باہر آیا اور کھوڑے پر سوار ہو کر کو روکے دربار کو روائے ہو گیا۔ اسلامی پیر پرستی دیکھ کر لوگ مجھرا گئے ایسے فرد در دراز کا تھا۔ وہ کھوڑا پھینکتا چلا جاتا تھا کہ ایک شہر میں یعنی حکر راست زیاد ہو گئی۔ کھوڑا بھی شل ہو گیا۔ اُس نے سوچا کہ آرام کر کے تیڑ کے روائے ہو کر طلوع آفتاب تک کو روکے دربار میں پریج جائیں گے۔ جناب کے ایک بندوں کا ان کی زنجیر سے کھوڑا بامدھ کر اور زین بچپا کر دیکھ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اُس کے جانے کے لئے سُم کے تھیک سماں نے ایک خوبصورت طوالیں بیٹھی ہے۔ چونکہ شادی کے سلسلہ میں ولی میں ختم ہے اُنہیں پیدا ہو چکی تھیں قبلہ مکرم حضرت شیطان نے غلبہ کر لیا۔ اُس نے سوچا کہ طوائف کے یہاں حینا رب باش ہونا چاہیے۔ یہ سوچ کر وہ اٹھا اور اُس کے دروازہ پر گیا۔ دیکھا کہ ایک متم بہدار کھڑا ہے۔ اُس سے کہا کہ میں اُپر جایا جاہتا ہوں، اسکے نے کہا کہ راجہ صاحب ابھی اُپر ہیں۔ اُنکے جانے کے بعد نہ جاسکتے ہو، وہ واپس آیا۔ چونکہ اُس پر شہوت کا غلبہ تھا اور شیطان کے زیر اثر تھا۔ اُسے نیند نہ آئی اور رات میں اُسی طرح تین بار گیا اور متم بہدار کو دیکھ کر واپس آیا۔ جب یہ بیٹھنے کے قریب آیا تو کو روکے فرمان کا اُسے خیال آیا۔ زین یا لوز ملے سے نکل گئی جبکہ کھوڑا کسنا اور سرپ بجا کا اور عین اس وقت داخل دربار ہوا جب کو روچی معہ اور بھگتوں کے سُت سنگ میں موجود تھے۔ دوڑ کر قدموں پر گرا جا تھا تھا کہ کو رو نے ڈانٹ کر ٹوچھا کہ لا دی کہاں لگی؟، پری کہاں لگی؟، پری یہ آئیں باہم شاید میں باقی نہ کھڑا جا چاہا۔ تب کو رو نے کہا کہ مکبخت اگر متم بوجو اونہ ہو تو اس کاری خزانہ کنو اپکا تھا، پھیل کے چڑہ کا رنگ

نقی ہو گیا۔ اُس نے سیر تھا کہ لیا۔ تب گورودنے کہا۔ ”ادھر ویکھو وہ بلم بردار یہی شر سیر تھا کہ کوئی دوسرا تھا؟“ مُریدے نے سو سر اٹھا کر کو روکے جانب نگاہ ڈالی تو اسی بلم بردار کی صورت گورودنے نظر پڑی۔ بے تحاشا قدر میں میں گرا۔ اور دربار عام میں اپنا سارا احوال بیان کر کے توبہ کیا اور معافی چاہی۔ گورودنے اس کو ریگا لگایا اور فرمایا کہ ہیں جھورات بھر ڈی کے مکان پر پھرہ دیا اور تیرا ایمان بچایا وہ محفوظ تیرے حکم بجا آ دری کے باعث کہ تو رفعہ پانے ہی شادی کے منڈپ سے اٹھ کر میری طرف روانہ ہو گیا۔

مُطلب یہ کہ جو مُریدا پنے پیر کی حکم بجا آ دری کو مقدم تصور کرتا ہے تو پیر ہمیشہ اسکی حفاظت کرتا ہے۔ (۱۲) ذات خدا اور پیر میں مُرید کو ذرا بھی فرق نہ سمجھنا چاہئے۔ جس نے ذریق سمجھا وہ کہیں کا نہ رہا۔

جتنی پاسے پیر میر اسی جامکاں نہیں۔ نقش قدم ہوں۔ دوسرا میر اشان نہیں  
جنت جو ڈھونڈتے ہو تو ہے زیر پلے پیر۔ حلے ارم کچھ عرض نہیں۔ آسمان نہیں  
قرباں ہم ابھو شخ پہ و اصل بحق ہووا۔ نیک اس نیں کچھ نہیں۔ ذرا تو ستم دلمائیں  
وابستہ ذات حق سے ہمیشہ ہے ذات پیر۔ اصحاب محرفت سے یہ نکتہ نہایا نہیں  
جو روئے دکونے پیر کا شیدائی بن گیا۔ نظروں میں اسکی رقعت ہو گرد جنائیں  
آنند کب لمیگا۔ حینیت اُس کو دھریں

جس سید کہ اُس کا پیر میں مہرباں نہیں (دفینہ آنند)

(۱۳) پیر کے تصور کو اس قدر بڑھا و کہ تم خود اپنے کو بھو جاؤ اور تمہاری ذات پیر کے ذات پاکیں سما جائے۔ بقولیکہ

پیر پر قرباں ہو۔ جان دل و ایمان بھی۔ اور تصدق ہوں خودی کے جتنے ہوں سامان بھی  
ذات کو اپنے کر دنم۔ ذات مرشد میں فنا۔ رہنے جائے اپنی ہستی کا ذرا سادھیان بھی  
ذات سے ہزو ذات و اصل اور دوئی جاتی رہے۔ تب مُرید و پیر کی ہوتی ہے یک اشان بھی  
عشق کی منزل بہت دشوار ہوتی ہے ضرور پر کرم ہو پیر کا تو ہوتی ہے آسان بھی  
ہے نہیں جز پیر کوئی۔ ہادی راہ لعتا۔ دیکھ ڈالا، ہم نے پڑھک۔ وید اور فرمان بھی  
مل گیا آنند۔ سدر نسبت فضیل مرشد سے ہیں  
درنگ کب تھا ہم میں پارا۔ اس کا۔ امکان بھی (آنند کسری)

مُرید لوگ سبیعت کو ایک رسمی چیز تصور کرتے ہیں۔ جس طرح لوگ کلمہ شریعت محدثی کہلانے کے خواہ مخواہ حقدار بجاتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ سربراہ جنتک ہم حضور کے کہنے کے مطابق چلیکے ہرگز ہرگز اس سلک خلاصی میں ملک نہیں ہو سکتے۔ یہی حالت اور مذاہب و رطريقوں کے بھلتوں کی بھی ہے۔ کہ چاہے بزرگان دین کے کہنے پر ہیں یا نہ چلیں خواہ مخواہ دوسروں سے افضل کہے جانے کے لئے پڑتے ہیں۔

اگر نظر عورت دیکھا جائے تو مُریدہ ہما پر ہو اکرتا ہے۔ مگر سب مُریداں درجہ کو نہیں پہنچتے۔ وجہ یہ ہے کہ جو حال پر کے عالم کے مطابق چلتا ہے وہی ان کے نظر کرم کا مستحق اور ان کے جانشینی کا مشتوق ہونا۔ اس درجہ کو حاصل کرنے کے لئے سب سلیں شرمند ہے کہ آپنے خود کو پیر کے ذات پاک میں حلول کر کے ان کے تصور میں اپنے کو محو کرے رہو۔ بقولیکہ

محبیت یاد رنج پردار میں ایسی ٹھرے خود صائم بنائے دل اپنا۔ صنم خانہ رہے  
جب اس درجہ حوصلہ بڑھ جائیکی تو انعام کا رکیا ہو گا۔ فتح فرماتا ہے سے  
وصول کی حسرت رہے۔ پردار کی خواہش ہنو جلوہ جاناں سے۔ دل۔ اک آئینہ خانہ رہے  
یعنی جدھر دیکھو گے پیر ہی پیر نظر آئیگا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سے  
یاد او۔ با جاں چنان آئینت کز فرط طلب یاد او۔ او گشت۔ او در جان نہار شدعا  
اور واقعہ یہ ہے کہ سے

مورا مجھے میں کچھ نہیں۔ جو کچھ ہے سوتور تیرا تھکو سونتے کیا لاگیگا مور (کیر حنا)  
جب پیر کے ملکوں مُرید نے اپنے دین و ایمان سب کچھ بیع کر دالا تب اس کے پاس اب اس کا لگایا ہے۔  
وہ تو در حقیقت کچھ نہ رہے گا۔

بے فناۓ خود میسر نیت پردار خدا می فرود شد۔ خویش را اول خریدار خدا  
اگر مُرید میں اس درجہ ایثارِ نفسی نہیں ہے تو وہ خواہ مخواہ مُرید کہلانے کا وعدہ دار نہ ہو اور مُرید یہ کہے ہے  
پر دھمکی نہ لگائے۔ کیونکہ

نالوں کے یار گردو۔ یار تو۔ چوں نہ باشی۔ یار باشد۔ یار تو۔  
تو درو۔ گم مشو۔ وصال اینست۔ دبس

## ۵۔ عملِ تطبيق یا مذہبِ عشق (حکمت)

عاشقی چیتِ ایجاد کرنا بُون  
دل بدستِ دیگران دارن و حیران بُون  
مُوئے زلفش نظرے کردن و روشن دین

کاہ کافرستان د گاہِ مُسلمان بُون

ا۔ طلب

عشق یا حکمت پیدا ہونے کے لئے دل میں طلب (برہ) کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ کوئی فرد بثرا یسا ہمیں ہے کہ جسکے دل میں کسی فتنہ کی طلب ہو۔ جو جسکا شیدائی ہے اُس کے دل میں اُسی کا برہ یا طلب ہوتا ہے۔ مدنہون کو طوالت نہ دیکھ کر سہ آپی نکاہِ حرف اُسی جماعت تک مُحمد دُر کرتے ہیں جو نجات۔ موکش۔ وصال۔ بنیان۔ پرمائنڈ یا رادت اور بدی کے طلبگار ہیں۔ حبنت یا بیگنیوں کے طلبگاروں سے سچیں سروکار ہمیں ہے اُنکے لئے شرعاً اور شرعاً عام کھلا ہوا ہے۔

اس طبقہ میں طالب۔ طلب اور مطلوب کا ہونا ضروری ہے ہم مردی کو طالب۔ اُسکے شوق کو طلب اور اُس کے ملکہ اور بھلوان (رسول اور بنی کو مطلوب قرار دیتے ہیں۔

ملک پر پشتی میں مرشد ہی کی ذاتِ مبارک کو ذاتِ خدا۔ بھلوان اور پیغمبر دینی دینہ مانتے ہیں بقولیکہ چونکہ تکرداری۔ ذاتِ مرشد را قبول ہم خدار ذاتِ آمد۔ ہم رسول۔  
— من کہتے ہیں بھی لکھا ہے کہ :-

جُر، کر لکھا گو ملکے بی پُر،  
جُر، کر لکھا گو ملکے بی پُر،

جُر، لکھا گو ملکے بی پُر،  
جُر، لکھا گو ملکے بی پُر،

(تقریب) گوروار پیر ہی خالق۔ گورہی پر درگاہ اور گورہی تفنا و قدرا ہے۔ گورہی خالص قادرِ مطلق ہے اُسی کی بندگی لازم ہے۔

گورہی دھنوب قرمانے ہیں کہ

گور و گور مانشی جانتے۔ تے نز کہیے اندھہ ہو میں دکھی سنسار میں۔ آگے جنم کا بھئند جنت کا۔ کہ کسی بثرا میں طلب کی ترقی نہ ہوگی وہ اُنل تو پیر کامتلا ستری ہی ہنو گکا اور اگر کاش کی دیکھا ریکھی مرد

ہو بھی گیا تو پھر ہمیں بھگتی (عشق) پیدا ہونے کی کم امید ہے۔ اس لئے پیر ان ماسبت پہلے طالب کا امتحان یہ کہ اُس کے طلب کا موافر نہ کیا کرتے تھے۔ تب کہیں بعیت سے شرف نہ ماتے تھے۔

روایت ہے کہ ہندوؤں کے پورا نون کے مفہوم سری دیاس جی کے فرزند احمد کو کسی ذرع سکون قبلی حاصل ہوتا تھا اب دیاس جی نے سوچا کہ میری تعلیم اس پر اثر نہ کر سکے اس لئے اُپنون نے سکھ دیو سے کہا کہ تم راجہ جنک کے پاس جاؤ وہ تھیں گیاں (عمل تلقین) تلقین کر لی گئے سکھ دیو سمجھ رہا ہے کہ ایک تریخت راجہ کیے گیاں اپیش کر یکاٹگر باپ کا حکم مانتا ضروری سمجھ کر وہ جنک پورا نہ ہوئے۔ محل شاھی پر سنجکر ڈیو ہی بان سے اطلاع کرائی کہ راجہ جنک سے اطلاع کرو کہ مہرشی دیاس کا رہا سکھ دیو آپ سے تعلیم پانے کے لئے آیا ہے۔

ڈیو ہی دارے ہائے راجہ سے عرض کیا۔ مگر راجہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ بعد پندرہ یومن کے راجہ نے ڈیو ہی دار کو طلب کر کے پوچھا کہ وہ آدمی جو اُس روز آیا تھا جیسا گیا ہے؟ اُس نے صون کیا کہ سیر یاں وہ اُسی دن سے چہاں کا تھاں کھڑا ہے۔ نہ حوانی صروری سے فارغ ہونے گیا نہ کھایا نہ پیا جسم سُتوں بننا کھڑا ہے۔ راجہ نے کہا اُسے لاو۔ چنانچہ سکھ دیو راجہ کے رو برو چڑھوئے تو راجہ نے حکم دیا کہ انکی جماعت بُناو۔ بُناو کو دھلاؤ کا ورنے کر دے۔ اسی درمیان میں کھانے کا وقت ہوا تو راجہ نے ایک کرہ میں آسن لگا کر سب کھانے سونے چاندی کے بڑے پیناو۔ اسی درمیان میں سجوار سمجھا۔ اور خود صورت لوٹ دیں کو کھلانے کے لئے تعین کیا اور سکھ دیو سے کہا کہ آپ تناول طعام کر کے بُرٹنون میں سجوار بیجے۔ اور خود صورت لوٹ دیں کو کھلانے کے لئے تعین کیا اور سکھ دیو سے کہا کہ آپ تناول طعام کر کے آرام کیجئے۔ یہ لوٹ دیاں خدمت کر میں۔ اور میں بھی کھا کر آرام کروں گا۔ پھر اس وقت ملاقات ہو گئی۔ مگر ایک بات کا خالی چھینگا کر چھت دیں آپ کے سر کے اوپر ایک تھپر لٹک رہا ہے جو کہ بدلون کی سی سماں کے کے ہے۔ یہ کھکر راجہ نے لوٹ دیوں کو تاکید کیا کہ بعد کھانا کھلنے کے بیہی آرام دہ بتر لگا کر مہماں کی سیوا کر دو۔ اور خود جیسا گیا رسہہ بیہ کو حب المعاشر مسکھ دیو کو خلوت کا ہاں میں بُلا یا اور پوچھا کر کہنے کھانا پسند آیا اور غنید کافی وافی آئی کہ نہیں کیونکہ آپ پندرہ روز سے کھرے ہی تھے؛ سکھ دیو نے کہا کہ اُس سبق کے ٹھیک میں جسکے جانب آپ بشارہ کر گئے تھے نہ تو پتہ لگا کہ کیا کھانا کھایا یا کیا نوٹ دیوں نے سیوا کی اور غنید کا تو نام سی نہیں۔ راجہ نے کہا کہ آج ہماری سالگرہ کا دن ہے سارے شہر میں دھپر (دھپر)

اور جلے ہیں۔ آفاق سے آپ آگئے بھی زرا شہر کا طاف کر آئیے سکھ دیو نے کہا بہت خوب اجڑا کھرے راجہ نے حکم دیا کہ ایک کھورہ رو دھر سے برسیز کر کے مہماں کے ہاتھ میں دوا اور دو آدمی سنگی تلوار لیکر سماں جاؤ۔ اور انکو شہر کھلنا تو مسکن خال رکھو کہ دُو رہ فرا بھی جیلکے تو انہی گردئ اُتار لینا۔ سکھ دیو پیالہ ہاتھ میں لیکر سارے شہر کا طاف کر لائے۔ جب لٹ کر آئے تو راجہ نے پوچھا کہ شہر میں کیا کیا دیکھا ہے اُپنون نے جواب دیا کہ میں تو پیا لے ہی کو دیکھتا رہا کہ کہیں دُو رہ چلک کر

لگ رہ جائے اس لئے شہر کا نظارہ ہی نہ کر سکا کہ گہاں گیا ہے اور کپا ہو رہا ہے مگر راجہ نے کہا کہ اے میری دیاں  
سکے فرڑ بذار چمندی ہی طریقہ عمل ہایا رہ دست بامار، نہ بذگی رہ کرنے کا ہے۔ بقول ایک سنتا ہے  
جہنمیا کی فکر تکلو اگر سو بگی رہے ہے آ صفت یہ شرط ہے کہ اوہ رہو یعنی رہے

سب رانح کا نح کرتا ہوں مگر تصور پر کے قدموں میں رہتا ہے اور انکا خوف بلیں لگا رہتا ہے اس سماں کام کرتا  
ہوا بھی اکٹا ہوں۔ سکھ یومِ دست ہو گئے۔ اب الحیں مزید اپدشیں کی حاجت ہے ربی کیونکہ وہ قدرتی گیانی تھے درف  
حیں کی ضرورت تھی۔

اس روایت سے یہ ہم نے مختصر ارزخ کیا ہے۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ راجہ خبک نے جو سکھ یوں سندرہ روز  
تک کھڑا رہ کھا وہ تھی اتنا ہی اسے لکھا بلکہ انہیں طلب کی ترقی دیئے کا بھی فہمہ مراد تھا۔ نہ طلب برٹھنی سراتنے  
جلدی تعلیم سے بہرہ ورہو ہتے۔ اسی لئے طالب کے لئے ضروری ہے کہ ایسے میں طلب برٹھا ہے۔ بھی طلب برٹھے برٹھے  
عشق کا درجہ حاصل کر سکتے ہے اور طالب بہت بلدا یعنی مطلوب ہے حاصل ہوتا ہے۔

اندر بنی رہ فی مراش و فی خراش  
تادے آہر۔ دے غافلی مباشتی  
آب کم جو۔ قشنگی آور بدست

## ۲۔ طلب کی شناخت

ایساں دیکھنے میں تاکیب پیلا ہی ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ ایک مجنون مرکب عناصر۔ اعفنا۔ صفات  
اور قوائے افعانی و حواس ظاہری اور باطنی کا ہے۔ باطنی انظر میں یہ سب اشیاء عام طریقہ پر نہیں ہیں  
مگر جنہوں نے سیر و چوری کا یہی کیا ہے انکو ساری کیمیاتی نظر سے یا کرتی ہیں۔ طلب ایک حس  
باطن یا اندر ہونی کر دیتے ہے۔ جو قلب میں پیدا ہو کر اعفنا کے جسم۔ تو اسے افعانی اور حواس کو متین  
کیا کرتی ہے۔ یہ دیکھنا چاہیے کہ طالب تین کن طریقوں سے اکپے طلب کا اظہار کر رہا ہے تاکہ اُسکے  
طلب کے درجہ کا موارز ہو سکے۔

روایت ہے کہ ایک بارہ تھا اس نے دوسرے ملک پر چڑی کی رائے بیگوں کو نکھل بھیجا کر  
ملک فتح ہو گیا۔ مملوکوں کو جس پیر کی خطاہش ہو لکھ دیجو۔ میں ساختہ ۱۰۰ دن۔ چنانچہ ہر ایک بیگ نے اپنے خوب  
و زیب ایک الگ بلجی پھر ہی فہرست لھیجی مگر چوپی بیگ نے نہادے کا خذ پر ایک کاپنڈر کا کہہ کر لفافہ سترہ پھر کے

بیکریا جب بادشاہ نے لفافے کھولے تو سب کی فہرست دیکھ کر اشیا و مسند رجہ کے مہتیا کیجا نے کا حکم صادر فرما�ا۔ لیکن چھوٹی بیکم نے خطا کو دیکھ کر حیرت میں ہوا۔ اور وہ زیر سے کہا کہ چھوٹی بیکم کچھ باولی معلوم ہوتی ہے۔ کاغذ پر چھوٹی ایک کا ہند سرہ لکھ دیا ہے جو بھلا اس سے کیا اخذ کیا جائے۔ وزیر عقیل تھا۔ اُس نے عرض کیا کہ شاہ ایسے بھروسے سے پر بھی اور فرمیں ہے۔ ایک کے ہند سرہ لکھنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ چھوٹی حضور کو چاہتی ہے اور کوئی حیر نہیں۔ بادشاہ بہت ہی مخنوٹا ہوا اور والپھی پر دیگر بیکوں کے پاس تو فرمائیں کہ اپنے بیک کا بدل بھیجا اور خود چھوٹی بیکم کے پاس گیا۔ اسی لئے کہا ہے کہ دلار ہون اُن فرک باطل ہا۔ سیاہ از خدا عیز از خدا اجر سے محفوظ ہے۔

سچی ٹلب کا یہ اثر تھا کہ جو چیزوں بیکم مقبول ہوئی۔

## آڈنی یا کلشیف درجہ

- ۱۔ پیر کے خدمت میں جا کر اُن کے انہوں کلاموں کو گوشہ پوش سے چھینا۔ فعل قوت سامنہ بذریعہ کاں۔
  - ۲۔ پیر کا تدبیح چھینا۔ مصافحہ کرنا۔ اُن کے جسم کو دیاتا۔ فعل قوت لامہ بذریعہ ہاتھ۔
  - ۳۔ پیر کی حضوری میں جب تک رہنا انکی صورت کا مشہد کرتے رہنا۔ فعل قوت باصرہ بذریعہ آنکھ۔
  - ۴۔ پیر کو بخدا ناچھوڑنا اور اُن کا فصلہ کھانا۔ فعل قوت زائیہ بذریعہ زبان
  - ۵۔ پیر کو خوش بردار مالاں بھول اور عطر دھر کرنا اور پیر کا پا کر معطر ہونا۔ فعل قوت متنه بذریعہ ناگ۔

## وَرْجَهُ أَوْلَى يَا الطِّفْلَةِ

- ۱۔ پیر کی تزیینت و شناگرہ نا  
فعل قوت مدرکہ

۲۔ پیر کے شبپرہ مبارک کا لقصور کرنا  
فعل قوت حافظہ

۳۔ پیر کے بیٹے ہوئے نام کا درود کرنا کم  
فعل قوت حسین صابر کہ یعنی آسمین قوت مدرکہ سخا فولہ  
مدرسیعہ زبان۔ الفاس یا لقصور اور و اہم سب شامل ہیں۔

## وَرَجْهُ أُولَى تِرْيَا الْطَّفَّ

سماں اے اعضاء۔ حواس۔ اور قوائے افعال بالا کو کرتے کرتے مجسم پر کے ہو جاتے ہیں سا اور اپنی خودی غایب ہو جاتی ہے۔ بقولہ

مُرشِدِ کامل صراحت دن سے رئہ بھوگیا  
کا سہہ سر ہو گیا خالی میں نہوت سے جب  
خواہشِ جنت مٹھی۔ اور خوفِ نوزخ ٹھیلیا  
اُنکے موڑ سے سرُتِ اس طرح والبتہ ہوئی  
جب ذرا کوچھ بھی۔ لبسِ مرٹ گیا فرقِ دُوئی  
پس کھے یہ کہ جل ہے جو اس ہاتھ دے اُسی ہاتھے

ست گورود کے فضل سے آئند۔ اب کچھ کم نہیں  
تحاگدا نہ اصل۔ لیکن۔ اب تو نکر ہو گیا

(تخیلات آئند)

## عَشْقٌ حَقِيقٌ !

عشق کیا شے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہئے  
کس طرح جاتا ہے دل۔ بیدل سے پوچھا چاہئے

حُبُّت کوئی اور چیز نہیں ہے محض انہیہا کے طلب کو عشق کہتے ہیں۔ جیسے سندی پرمیام یا بھگتی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ عادات و صفات جو طلب کے مُتواہ کر دیسے پیدا ہو کر دل میں جاگریں ہوتے جلتے ہیں۔ وہ دلیکی گڑھت کرتے جاتے ہیں۔ بقول ع

”عَادَتٌ چُوكُنْ سُثُرَ طَبِيعَتٌ گَهَ دَر“

دُہ اوصاف طبیعت کا خاصہ بن کر قلب کو اوصافِ حمیدہ کا مخزن بنادیتے ہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ ”د اوصافِ حمیدہ سے مملو دل کو محمد سی سمجھو سمجھو“

مُتقّد میں ہے خلدب کے سنت نامہ کے لئے تین معیار قائم کیے ہیں۔ انہیہ اوصاف کا طالب میں پایا جانا اُس کے انتہائے طالب کا پتہ دستیت ہے ہیں۔

(۱) زور ہبہ مانی جبکو سندھی کا کیک تپ کہتے ہیں۔ یعنی جسم سے ہر و قوت ایسے کام کرہتا رہے جن مطلوب راضی ہو۔

(۲) زور ہبہ بانی یا دچک تپ یعنی ہر دم دہر لحظہ مطلوب ہی کا ذکرہ خیر کرتا رہے۔

(۳) زور ہبہ بانی یا مانک تپ یعنی قلب میں برابر مطلوب کا تصور قائم رکھے۔

خلدب کے معنی ہی الٹ دیئے کے ہیں۔ جو دل انواع اقسام کے خیالات اور صفات کا مسکن بنارتا ہے، اُس کے دھاٹ کو بدل دینا اور متعلقہ کے جانب مائل سر کے اُس کے اوصاف نیک کو ایئے خلدب میں پیدا کر لینا اور آہر ش اُسلکی صورت ہر جانلی ہی وسال ہے۔ مثلاً اُر تم نے اپنا مطلوب حب۔ اشٹ یا آئیل خدا ہی کو بنالیا۔ ہے تو بذریعہ حشر ظاہری و باطنی و قوائے افعانی اُس کے لخوش کرنے کے لئے اگر ویسے ہی خرکات کرتے جاؤ گے تو انجام کار و پی اوصاف تمہارے قاب میں جاگڑ ہیں ہر کوہی میں مطلوب کے قریب رہتے کرتے اُس سے وصولی کر دینگے یعنی تمہاری ہستی یا خودی غائب ہو کر اُسیکی رہجا یکی۔ یا آنکہ تمہارے سب وہی ہو جاؤ گے۔ یہ جیو قعہ نو کا اگر بیان پر خواص اور قوائے افعانی کی تفصیل کر دیجا گے:-

## خواص ظاہری یعنی گیلان اندری

فارسی	ذرا عیله	ہندی	انگریزی	معنی
۱) قوّتِ لامہ			کوئی	کوئی سفیر
۲) قوّتِ شامہ			کوئی	کوئی سفیر
۳) قوّتِ ذالقہ			کوئی	کوئی سفیر
۴) قوّتِ سامیحہ			کوئی	کوئی سفیر
۵) قوّتِ باصرہ			کوئی	کوئی سفیر

## خواص بالینی یا انتہہ کرن

۱) قوّتِ مُتخیلہ ۲) قوّتِ مدر کہ ۳) قوّتِ حافظہ رہ ۴) قوّتِ وابہدہ ۵) حسین فتنہ رہ

**نوٹ:-** ۱) قویٗ مُتّحِلَّہ کے ذمہ ہے حفاظت کرنا اُسکا جو سترِ مشترٰ کرستے ہیں۔ اُسکی ایک دلیل یہ یہ ہے کہ اُستیا و حوصلہ کی شکل کو مل دینا۔

۲) قویٗ مُدر کہ کی رو تھیں ہیں (۲۱) مُتّفِعِ گرہ ۲۲) مُمْتَزِ گرہ۔ اُنکا کام ہے حافظہ کی موجودات کو بخوبی کرنا۔

۳) قویٗ حافظہ کا کام ہے اماستار کھانا اور وقت ضرورت یاد رکھنا۔

۴) قویٗ داسہ کا کام ہے سچ کو جوڑ اور جوڑ کو سچ بنانا۔

۵) حشیشِ مُشترٰ کہ سما کا صہی ہے قبول کرنا۔ جمیع صورتوں کو خواص ظاہری کے بھومن ہیں۔

### کرم اندریٰ یعنی قواعِ افعانی

دست	بائچہ	ہدایت	Hand
۶۱	پان	پان	پان
۶۲	پان	پان	پان
۶۳	آکرناش	آکرناش	آکرناش
۶۴	سقعد	سقعد	سقعد
۶۵	نطوق	نطوق	نطوق

اگر دیوار پر (مقابلہ کھڑے ہو کر) تم لینہ مارت ہو تو بخڑ کھاہر دو گینڈوں ہمارے ہی جانب، اپر آتا ہے۔ جبکہ ہم مُدر مسْعِدہ گرہ بامیں یا پیر کے روپ و جانتے ہو تو کیا حصہ رکھتے ہیں۔ مُتم جسم کو پاک صاف کرتے ہو عطر و خوشبو بیویت دیکھاتے ہو۔ اور خیال اڑی، پاک لیکر دہن جاتے ہو۔ یہ سب پاکیزگی کہاں سے پیدا ہوئی ہے؟ ہمارے قلبِ صیم سے اور سمال اڑت تو کہاں؟ تھمارے قلبِ ہی میں۔ انجام کاری ہوتا ہے کہ کرنے کیست تم اُنفیس اوصاف کے جو حشیشِ مُشترٰ کہ است پیدا ہوتے ہیں۔ خراپی ہو جاتے ہو۔

یہ ایکیسہ قدر قل بابت ہے کہ جو جس چیز کا تھہ کرتا ہے۔ اُس کے بخوبی کھوئے علا مارت ہے لیا نظر جس کے اس حکام تصورِ اُس ہیں پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ کوئی کہا نہیں ہے۔ بلکہ صکنی افسول ہے کہ جب کسی کو کوئی اولاً دیدا ہوئی ہے تو جسِ حکام کا تصور قرار گل کے وقت والدین کا ہوتا ہے۔ وَ پسے ہی اولاد پیدا ہوتی ہے۔ تصورِ نکاحِ اڑا بھاری اثر ہمارے رفہانہ زندگی پر ہوتا ہے۔ اگر دل میں کوئی بُرا تصور ہوتا ہے تو نورِ چرہ پر اُسکے اثر نہ مایاں ہو جایا کرتے ہیں۔ جا ہے اُن کہناہی کو شمشش کر کے چھپاوے۔ ازدواج باہمی میں رکھو

کوئی بے عین اسے پیش نہ کر سکتے۔ جا تھا کہ رچار آدمی بلکہ رٹکے اور رٹکی کی شناوری کر رہے ہیں۔ اور کہہ دیتے ہیں کہ تم دن بھنپن بیوی چونکے۔ میں خیال کا کتنا گہرا اثر ہے ورنہ میں یہ بتاتے ہیں کہ درخواں منٹ بھر کے لئے بھی چڑا رہنا پیدا کر سکتے۔ لاری اپنے باب کے گھر کو چپڑ کر سمسار کو اپنا گھر سمجھنے لگتی ہے میان آپنے قوبی اور جوں رشتہ دار و نکی وجہت پر بیوی کی وجہت کو ترجیح دیتے رہتے ہیں۔ خدا کو کسی نے دیکھا انہیں سمجھتے۔ کا استقدام گہرا اثر رہتا ہے کہ ایک خدا مان کر آدمی اس کے لئے مرمت ہتا ہے۔ آرزویہ سب کیا ہے۔ ہم تو ہی کا قدر کھیل سکتے۔ اسی نو شعبہ ہم ایک زندہ مہستی کو سیر نہ کر دیتے۔ بعثت اُنکے دست مبارک ہیں بلکہ اُن سے اُپنے بخات کے خواہاں ہوتے ہیں۔ تو کیا تھوڑا اپنا کام نہیں کرتے ہیں؟ اور سچے مرد یہ۔ با اعتماد میر یاد کو فخر کے حصہ تک کر دیجنا کچھ بھی دشوار نہیں ہوتا۔ ہے۔ اسی تصور اُنکی بھگتی پر کو اُپنے اوپر مہماں بنانا کر رہے ہیں مردوں کی حضور کا ایک ذریعہ بنایتی ہے۔ کسی هر جو پیر کی خدمت۔ پیر کے فرمائنا بداری۔ پیر کے صحبت سے اُسکے من کی گرد حصت ایسی مسکل ہو جاتی ہے۔ کہ وہ خود پیر حصت ہو جاتا ہے اور پیر کی ذات اکبر پر اُسکی ذات اصغر، اُن خادل کہ جاتی ہے کہ پھر پیر اور مردی میں فرق نظر نہیں آتا ہے۔

مَنْ قُوْتُهْدَمْ۔ لَوْمَنْ قُنْقَدَى۔ مَنْ قَنْ شُدَمْ لَوْجَانْ شُدَى  
تَأْكَسْ نَكَّوْيَدْ۔ لَعْدَأَزْبَنْ مَنْ دِيَكَرْمْ لَوْرَيَگَرْ سَىْ

عشقِ جمازی ہو یا حقیقی دو خوب ہی کی ایک کیفیت ہے۔ فرقِ معن اتنا ہی ہے کہ عاشقِ جمازی لذاتِ دُنیا و دُن کے خیال سے ہوتا ہے اور وہ مظلوم اُسکا فہم امر ادھوتا ہے اور عاشقِ حقیقی لذاتِ تقبیح کے عرض سے ہوتا ہے اور وہ ممال مظلوم اُسکا فہم امر ادھوتا ہے۔ جوڑھن اس کے دل میں سماتی ہے۔ دل پا ہی دھن اس کے سر سیں سما ہا ہے۔ وُضُعِ حب قیدِ رنجتہ ہوتا ہے اُسی قدر حلبہ کامیاب ہوتی ہے۔ عاشق میں این علا ماری کا ایجاداً ضروری ہے۔

عَاشِقَانِ رَاشِشِ نِشَانِ ہَبَتْ أَسْلَمْ بِيَرْ  
دُوْسَرِ دَرِ دَاهَ سَرِ دَقِيمَ تَرْ  
گَرْ كَشَهْ پُرْ سَرِ سَهْ دِيَگَرْ كَهَامْ؛

عشقِ جمازی کے ہر ہت بے ضایفِ تُرپڑھ چکے ہو گے۔ ان بکھرے ہوئے قہوئیں سے ایک راویت تھیں مذاتے ہیں۔ بکھری سے ہوئے ہوئے، بکھر کو مارسہ دراز کرو جیکا تھا۔ روز دل میں نئی نئی کھیڑی پہلاتا تھا۔ بلکہ

دل میں آیا کہ ان خیالات کے ذجیبہ کو ایک خطاکی حمورت بین لیماں کے پاس بھیجا جائیے۔ دنایر دلی خبر سے کو  
بنا مکروہ اُنہی فور کرے چاہئے وہ کاغذ قلم اور دلیات لیج کر بٹھو گیا۔ لقولِ  
عین منظور ہے اطہار کرنا دل کے چھپالوں کا  
لیکھنے کیا کو خط پھوٹنے والی سیخیا ہی سے

پھر کیا تھا۔ خیالات کی آمد سے وہ زور باندھا کہ اُس نے ایک دفتر کا دفتر کھو گا۔ اُن مفہوم کیا  
اور اُن خیال سے کہ اُس سے شماہی ہر کارہ کے ذریعہ عملی تک پہنچا کے وہ جا کر خورستہ پر کھڑا ہو گیا۔ دبے  
سے ڈنی سوار ڈاں لیکر آیا تب اُس نے لیکر کہ وہ لفافہ بڑھایا۔ اور کہا کہ اُس سے لیتے جاؤ۔ اور لیلی کے  
حوالہ کر دینا۔ لیلی بادشاہی نظر کی بھتی۔ ساڑنی سوار نے جب فریضہ کی ہمورت کی طرف نگاہ کی تو سمجھ گیا  
کہ یہ کہی یا کل یاد یواہ ہے۔ اُس نے کہا "بڑھتے آؤں لئے لیتا ہوں، جہون لفافہ والا ہاتھ اٹھائے برابر  
سماڑنی کے ساتھ ساتھ چلنا جاتا ہے۔ عرضیکہ منزل یہ میز لیٹھ ہوتی گیس مگر اُس نے ڈنی کا پنڈنہ پھوڑا  
ساڑنی سوار تحریر کیا۔ آخر تشریش جب دوسرے سفر طے کر کے دارالسلطنت میں پہنچا۔ اور اپنے کارڈ ایک کے  
دفتر پر آگیا۔ تو سماڑنی روکا۔ ڈاک حوالہ کیا اور محترم سے سالاقہ کہہ کے اُس سے اُنکے حوالہ کر کے آپ اپنے  
مسکن کو گیا۔ محترم ڈاک نے جہون سے کہا تم تھہرو۔ ہم اطلاع کرائے تھے کہ ہمارا خطا محل میں پہنچا دیتے ہیں۔ یہ حرمت  
انگریز افسانہ درجہ بدرجہ گورنمنٹ بادشاہ سلامت کے طکوش مبارک تک پہنچا۔ شاہنہضماہ یہ چابو طاحنا  
اور غصہ نے غلبہ کیا کہ اخوبی کوں شخص ہے۔ جو میلی کو اس طرح رسو اکر رہا ہے۔ وہ محل میں آیا۔ اُفر غصہ بھرے  
لہجہ میں سیلی سے یو جہا کہ دکون شفعت جہون نامی ہے جسے بھسے عشق ہے اور ہمارے شیشہ نگاہ و  
ناموس کو یون چکنا چوڑ کر رہی ہے؟ اُس نے کہا: "مجھے تو معلوم نہیں۔ ہاں! جب بھیں میں میں نہال میں پڑھتی تھی  
تب ایک سماڑکا جہون ناجی میلہ کم مکتب ہزور تھا۔ مگر وہ زمانہ طفولیت کا تھا جو بادشاہ نے کہا ایسے آدمی کو قتل  
کر دیا چاہیے یہ کہکروزی کو طلب کیا۔ اور میلکی رائے طلب کی رائے لی جی بادشاہ سلامت کی رائے  
ستہزادق کیا۔ تب سیلی نے کہا کہ: وجہاں پناہ، میری ایک رائے ہوتی ہے۔ کہ کام اس ڈھنگ سے کرنا  
چاہیے کہ بھین دنیا برا بھی نہ کہے اور کام بھی ہو جائے۔ میری رائے ناقص یہ ہے کہ ایک طہشت اور  
خہری لیکر رزیر میں شخص کے پاس جائے اور میری طلب سے کہے کہ سیلی نے یہ طہشت اور حفہری  
دیا ہے اور کہا ہے کہ اگر بھین سچا غرض ہے تو تم اپنا کلیج نکال کر دیدو۔ بادشاہ اور روزیہ دلوں پر کا پسند کیا۔

اور دزیرہ عادت کیا گیا۔

وزیر جب اُس مقام پر منجا ہے تو جنہوں کو افافہ والا ہاتھ بڑھا لے جیٹ پاپ کھڑا دیکھتا۔ جتنا کچھ اُس سے کہا کہ "لیلی نے ہماری خبر پائی ہے۔ اُس نے کہا ہے کہ اگر تم پسخ جمع جنہوں ہو تو اس چھری سے اینا کلیجہ نکال کر اس طشت میں دیو دیو، یہ شفتے ہی اُس نے افافہ وزیر کے حوالہ کیا اور چھری دیکھوں اسینہ میں شکاف دیا اور کلیجہ نکال کر طشت میں رکھ دیا اور آپ زمین پر چڑرا، وزیر کھرا لیا۔ اُس تختہ نادر کو ڈھک کر جعل میں لایا اور بادشاہ کے سامنے رکھ دیا اور افافہ بھی والد کیا۔ بادشاہ کے طاہر ہوش اُزگے پسخ عشق عشق عشق  
کے آئے اُس کا غصہ فرو ہو گیا اور تھیر کھڑا ہو گیا۔ لیلی نے عرض کیا کہ جہاں یہاں، ایک امتحان اور لینا پڑا ہے۔ اُس کی نہ شر کو نکل میں لانا چاہیے یہ حکم کی دیر تھی۔ غش عشق اٹھا کر محل میں پہنچا گئی۔ لیلی نے اُس کے سینہ کے اندر کلیجہ کو سکھا اور اپنے زلفت کے بال سے اُس کے سینہ کے شکاف کو ٹانکے لکھے۔ اور اُس کا ستر گود میں پیکر کہا کہ "کیا سور ہے ہوا اٹھو! ٹھاری لیلی تھارے پاس میں ہے" اُس آوارنے دہ جادو کا کام کیا کہ اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ اور عاشق و عشق تو دو نون لپٹ کر ایک جان رو قابسہ ہو گئے۔ یہ حیرت انگریز صدای عشق کا دیکھ کر بادشاہ ہوش ہو گیا۔ خدا جانے روایت کہاں تک سمجھ ہے اور کہاں تک غلط ہے جیسی نفس عقنوں سے کام ہے۔

بعد سے ہی جانت عشق تحقیقی کی ہوتی ہے جب طلب میں عشق میں پر رسول۔ یاخدا اس درجہ پر ہے اور انگریز ایسی لگ جیسے جنہوں کو بھی تھی لہ ساڑنی کے ساتھ منزہ میں طے کرنا چلا گیا اور استقدام نثاری ہو کہ اینا کلیجہ ہو دنکال کر دیوے۔ تب وصال مظاہب کیا دشوار ہے تھر راستہ کہو ہوں ہے۔

عزمیکہ پھر کوان جارہ عشق کو تعداد کم ہے اور بد دن عشق کے ساری حکایتیں ڈائیں ڈائیں فرشی ہیں۔ اُس کو یقینی جائز کہ عشق ہی میں ایسی طاقت ہے جو طالب کو اسے مکتب سے چاہے ستر پر دے میں ہو۔ وصال کرنا سکتا ہے یقینیکہ عشق ہے شکافہ فلک بلا صد شکاف۔

عشق جو مدد بھر را مانند دیگر۔

پیر کی صحبت کے مہماں جادو عشق کے ہی کرنے کا دوسرا گولی دے سیلہ نہیں۔ عشق کے دردانے کی کنجی گور و کے پاس ہے۔ پری پیغم بر کیم مجسم عشق۔ بحہ صفت موصوف پری نہیں بلکہ مجسم صفت ہے۔ جتنیکہ پری کا دامن نہ پکڑ دے کے حاشا جھی منزل مقصود تک پہنچنے کے لامام ربانی ہے کہ سے

در دلِ مرن ہجوم این عجب  
گمراخواہی ازان دلہا طلب

## غلط فتحی

عکس مارکہ جاتا ہے کہ چونا فی الشیخ ہو گا فنا فی الرسول ہو کر قبضہ فنا فی اللہ ہو گا۔ مطلب یہ کہ شیخ اور رسول اور اللہ یہ تین مہستیان الگ الگ ہیں۔ ان جاملوں سے کوئی پوچھے کہ تنا شیخ جائز ہے یا ناجائز۔ اگر ناجائز ہے تو کتنے بار کوئی فنا ہو کر زندہ ہو گا اور بھر فنا ہو گا پہلے پرس فنا ہو بھر زندہ ہو تو رسول میں فنا ہو اور بھر زندہ ہو کر اللہ میں فنا ہو۔ کیونکہ بغیر زندہ ہوئے فنا نہیں ہو سکتا۔ زندگی اور موت دونوں لازم ملزم ہیں۔ ایک سے بدوں دوسرا نہیں۔ پھر اسی بحث تو اکا رہا ہے۔ اگر مختلف ہے تو وحدانیت خالص کیسی؟ جس طرح صد اگھڑے پانی سے بھر کر رکھ دو اور دیکھو تو سورج ہر گھنٹے میں مکمل نظر آئے گا۔ اسی طرح فالیب مختلف ہیں مگر اسی بحث سب میں ایک ہی ہے اور یہی اس کی وحدانیت کا بدیہی ثبوت ہے۔ ثبوت ہی نہیں بلکہ حقیقت یہی ہے۔

در اصل پے عینوں روحاںیت کے مراتب میں جسے کوئی فقیر سمجھتا ہے۔ ایک فقیر کہتا ہے رسول نورِ الہی است۔ شو فنا در آن رفتا بے شیخ شو۔ تا یا بی راز ایں۔ از آن بے عالم ہو۔ چون آئی۔ پس از فنا پر رسول رفتا شوئی تو بہ انشا۔ حقیقت است۔ عین اندھے (نورِ جمیل) رسول نورِ الہی ہے تو اس میں اپنے کو فنا کر۔ فنا فی الشیخ ہو جاتا کہ یہ بھید ان سے مستکوم ہو۔ رسول میں فنا ہوئے کے بعد حبِّ نورِ عالم ہوئی آئے گا۔ تب اُن اللہ میں فنا ہو گا۔ حقیقت یہی ہے۔ رسول کے انفوی معنی ہیں ”فترادہ شد و بمعنی قاصد و پیک نیز مُتعمل است“ یعنی ”بھیجا ہوا پایا پغا بر“ جائے غدر ہے کہ اس جسم خاکی میں کون چیز منجانب اللہ بھجو گئی ہے؟ صرف ”نورِ محمدی“ حکمے باشد سے سارِ الکھیل ہو رہا ہے۔ یا اور کچھ ہی شاعرے کہا ہے کہ اول پیر کے ذات میں اپنی ذات کو فنا کر یعنی اسقدر اپنی خود میں خلوں کر دے کر کچھ میں اور آن میں فرق نہ رہ جائے۔ شب شیخ کچھ نورِ محمدی میں فنا ہوئے کا بھید بتا یہ گا۔ پیر۔ رسول اور خدا میں بھید نہیں ہے۔ خدا کے یہ دونوں تو صیفی نام ہیں۔ اور ہمارے ملک میں تو پیر کے تو صیفی نام رسول فہذا ہیں۔ پیر بذات خود سب کچھ ہے۔ جو پیر میں فنا ہو وہ اللہ میں فنا ہوا۔

# فنا کے مکار

بزرگان اسلامی فقراء  
فتا فی الشیخ  
فتا فی الرسول  
فتا فی اللہ  
معفوت یا فتا فی اللہ  
فتا فی البقا

بزرگان ہندی فقراء

- (۱) سالوک مکت
- (۲) سایپیہ مکت
- (۳) ساروپیہ مکت
- (۴) اوپیکت مکت
- (۵) سانچیہ مکت

اوپر کے بیان میں مخصوص تین درجہ فنا کے لکھے گئے ہیں۔ بقیہ دو انہیں تینوں کے ساتھ ہیں جو خود وجود پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہندی فقراء ایک درجہ اور فنا کیت کافا کم کیا ہے جیسے سادیہ کہتا ہیں یعنی معن جنم کے فنا ہو جانا اور بقا کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے دو اقسام ہیں:-

(۱) ایک وہ جو حیم رکھتے ہوئے فنا ہو کر بقا کا درجہ پاتے ہیں۔ جیسے حضور ختم المرسلین۔ اور راجہ جنگ (۲) وہ جو ممکنہ جنم کے غائب ہو جاتے ہیں جیسے صاحب کبیر اسرائیل ما دعیزہ۔  
(رباقی دارو)

# روٹ کریہ

ہم اُن اصحاب کے ممکن ہیں جنہوں نے مثل سابق اس صحیفہ کے شایع کرنے میں نقدی امداد دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر نیک عطا فرمائے یہی ہماری دعا ہے۔ حمد لله رب العالمین

”اَنْصَارِي“

# تُصْنِيفاتٌ بِاِبْلَاقِهِ اَنْدَهْ

## الْمَعْرُوفُ شَاهَ اَنْدَهْ بِنَادِي

(اردو)

چھٹ موجہ دہ

۱۲

غزیات محرفت معہ سوا بخمری د فوٹو

(۱) تَحْيَيَّات آنَدَهْ

۱۴

ایضًا بپاس خاطر صوفی میان عبدالحسید

(۲) لَبْنَيَّة آنَدَهْ

۱۳

ایضًا بپاس خاطر عزیزی خاقون یحییم

(۳) خَرْبَیَّة آنَدَهْ

۱۳

ایضًا بپاس خاطر عزیزی میڈھُن رضا (فارسی اردو)

(۴) سَفَيَّة آنَدَهْ

۱۳

ایضًا بپاس خاطر عزیزی محمد غنیم

(۵) وَقِنَّۃ آنَدَهْ

غیر

(۶) نہاز با ترجمہ معہ تشریفات روحاں

ایضًا بپاس خاطر عزیزی میان عبدالرحمن النصاری

(۷) نَهَازْ بَا تَرْجِمَة مَعَهُ تَشْرِيفَاتُ رُوحَانِی

(۸) آنَدَهْ آنَدَهْ

(۹) آنَدَهْ سُمْرَنِی

(۱۰) کُورْدِ بَلْگَتِ جِمال

(۱۱) آنَدَهْ تَرْجِمَتْ

(۱۲) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۳) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۴) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۵) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۶) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۷) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۸) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۹) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۲۰) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۲۱) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۲۲) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۲۳) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۲۴) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۲۵) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۲۶) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۲۷) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۲۸) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۲۹) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۳۰) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۳۱) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۳۲) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۳۳) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۳۴) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۳۵) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۳۶) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۳۷) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۳۸) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۳۹) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۴۰) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۴۱) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۴۲) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۴۳) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۴۴) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۴۵) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۴۶) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۴۷) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۴۸) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۴۹) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۵۰) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۵۱) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۵۲) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۵۳) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۵۴) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۵۵) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۵۶) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۵۷) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۵۸) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۵۹) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۶۰) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۶۱) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۶۲) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۶۳) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۶۴) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۶۵) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۶۶) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۶۷) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۶۸) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۶۹) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۷۰) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۷۱) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۷۲) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۷۳) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۷۴) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۷۵) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۷۶) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۷۷) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۷۸) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۷۹) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۸۰) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۸۱) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۸۲) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۸۳) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۸۴) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۸۵) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۸۶) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۸۷) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۸۸) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۸۹) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۹۰) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۹۱) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۹۲) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۹۳) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۹۴) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۹۵) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۹۶) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۹۷) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۹۸) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۹۹) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۰۰) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۰۱) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۰۲) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۰۳) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۰۴) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۰۵) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۰۶) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۰۷) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۰۸) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۰۹) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۱۰) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۱۱) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۱۲) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۱۳) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۱۴) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۱۵) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۱۶) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۱۷) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۱۸) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۱۹) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۲۰) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۲۱) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۲۲) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۲۳) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۲۴) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۲۵) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۲۶) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۲۷) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۲۸) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۲۹) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۳۰) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۳۱) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۳۲) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۳۳) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۳۴) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۳۵) آنَدَهْ بَلْگَتْ

(۱۳۶) آنَدَهْ بَلْگَتْ

بعونہ پیر مرشد

شیعیان



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## ا۔ پیر مرشد کی عظمت

وہیں کوئی ایسا کام نہیں ہے جس کے سکھلانے کیلئے اوتاد کی ضرورت نہ ہو کسی فن کو سیکھو اوتاد یا کو روپے کرنا پڑے گا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ روحانیت کی تعلیم کیلئے ہمکو ایک معلم یا اوتاد کی ضرورت نہ ہو۔ کتنی بوری ہے کہ تفہیمات و ترجمہ نہ ہو۔

سے کام نہیں جیل سکتا  
بعض لوگ اکثر کہا کرے  
ان سے کوئی بحث نہیں  
تو انھیں اس چیز کو مانے  
کہ محرید کیا ہے یا آنکھے حد  
تو حسنور خود اس کام کو  
پیر اور سنبھلہ و لذل ہی

ہندوستانی اکڈے می، پustakālāy
ہلہا باد
وگ سانچا.....
پustak سانچا.....
کرم سانچا..... ۷۵۰/-

سلسلہ روحانیت کا سیجھ رہوئے پاوے ایسے پیری کا سلسلہ قائم فرمایا۔ اور در حقیقت با وجود یہ کلام شرفیں میں جملہ امورات روحانیت کے درج ہیں مگر شاید یہ کسی تفسیر یا مترجم نے اونکدھوں پایا ہو یا زندگی پر ظاہر کیا ہو۔ اگر کسی نے جو کھولا لھی ہے تو وہ پیر فقری رہا ہے۔ ایک معمولی مثال لے لیجیے۔ کلام شرفی کے سورہ اول۔ الٹ۔ لام۔ صیم کی تفسیر موجود ہے مگر یہ کوئی کھلخ نہ پایا کہ آخراں سورہ کوئی حروف الف لام۔ صیم سے کیوں منسوب کیا اور روحانیت کا کیا رصر ان تینوں حروف کے اندر جھپیا ہوا ہے۔ سورہ یعنی